ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک03اپریل 2015ء | 13/جمادی الثانی 1436 ہجری قمری ❁ 03/شہادت 1394 ہجری شمسی | شمارہ14

مال اور اولاد میں وسعت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ تُو اس کے اموال و اولاد کو پھیلا دے اور جو کچھ تُو نے اسے دیا ہے اس میں برکت دے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم آج میرے پاس بہت دولت ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد ایک سو کے عدد سے تجاوز کرچکی ہے۔(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب دعوة النبیؐ لخادمه حدیث نمبر:5868)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خُدا کے وجود پر ایمان ہو۔ دُرستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔

’’حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خُدا کے وجود پر ایمان ہو، کیونکہ مجازی حُکّام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پسِ پردہ کسی کا کیا فعل ہے۔ اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے، مگر اپنے دل کے اندر وُہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لیے اُس کو ہمارے مؤاخذہ کا خوف نہیں اور دُنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں، اندھیرے میں اور اُجالے میں، خلوت میں اور جلوت میں، ویرانے میں اور آبادی میں، گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو۔ پس دُرستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔ کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہے۔ وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے۔ دہریّہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وُہ حُسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سانپ کے سُوراخ کو پہچان کر کوئی انگلی اس میں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکنیا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس کو مُنہ نہیں لگائیں گے اور مرنے سے بچ جائیں گے۔

انسان مصنُوع سے صانع کو اور تقدیر سے مُقدِّر کو پہچان سکتا ہے۔ لیکن اِس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطّلاع دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔

تقدیر یعنی دُنیا کے اندر تمام اشیاء کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھہرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی مُقدِّر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے۔ گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وُہ کیوں اس قدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھ کر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اُس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وُہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے۔ اس طرح انسان مصنُوع سے صانع کو اور تقدیر سے مُقدِّر کو پہچان سکتا ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطّلاع دے دیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلاں وقت اور فلاں دن میں مَیں نے فلاں امر کو مقدّر کر دیا ہے چنانچہ وہ شخص جس کو خدا نے اس کام کے واسطے چُنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دے دیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریّہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے اس قدر لوگ اس جگہ موجود ہیں، کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کوئی سو آدمی کو باہر سے بلوائیں اور اُن سے پُوچھیں۔ اس قدر احبار اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقل اور فراست رکھتے ہیں اور دُنیوی طور پر اپنے معقول روزگاروں پر قائم ہیں کیا ان کو تسلی نہیں ہوئی؟ کیا اُنہوں نے ایسی باتیں نہیں دیکھیں جن پر انسان کبھی قادر نہیں ہے؟ اگر ان سے سوال کیا جائے تو ہر ایک اپنے آپ کو اوّل درجہ کا گواہ قرار دے گا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان، جن میں عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزّز عہدہ دار ہیں بغیر پُوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشمِ خود دیکھے؟ اور جبکہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہیں جس کی تصدیق کے لیے ہر وقت شخص مُکذّب کو اختیار ہے، تو پھر سوچنا چاہیے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لیے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہیے۔ کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اگر اس گروہ میں جو لوگ ہر طرح سے تعلیمیافتہ اور دانا اور آسودہ روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتوں میں دوسروں کے محتاج نہیں ہیں۔ اگر اُنہوں نے پورے طور پر میرے دعوے پر یقین حاصل نہیں کیا اور پُوری تسلی نہیں پائی تو کیوں وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور عزیزوں سے علیحدہ ہو کر غربت اور مسافری میں اس جگہ میرے پاس بسر کرتے ہیں اور اپنی اپنی مقدرت کے موافق مالی امداد میں میرے سلسلہ کے لیے فِدا اور دلدادہ ہیں۔ ہر ایک بات کا وقت ہے۔ بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے اور کوئی نہیں جو خدا کے ارادے ٹال دے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 209-208 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے کی سالانہ میٹنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور ایسوسی ایشن کے ممبران سے خطاب

حضور انور کی طرف سے Scientific Equipment Fund کے لئے تحریک پر ممبران ایسوسی ایشن کا والہانہ لبّیک

(رپورٹ: ڈاکٹر امۃالسلام سمیع بشارت)

محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے 31 جنوری 2015ء بروز ہفتہ مسجد بیت الفتوح لندن میں احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (یوکے) کی سالانہ میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں صرف احمدی ڈاکٹرز ہی نہیں بلکہ میڈیکل سے وابستہ دوسرے شعبہ جات مثلاً فارمیسی، ریڈیالوجی، ڈینٹسٹ، نرسنگ، فزیوتھراپی، سپیچ تھراپی وغیرہ کے ماہر اور ان شعبہ جات کے طلبا بھی شامل ہوئے۔ اس دفعہ مَردوں کی تعداد 70 اور خواتین کی تعداد 52 تھی۔

امسال یہ میٹنگ طبّی اعتبار سے کافی اہمیت کی حامل تھی کیونکہ اس کو رائل کالج آف فزیشن لندن کی طرف سے Recognise کیا گیا اور تین مسلسل پروفیشنل ترقی کے پوائنٹ دیئے گئے (CPD)۔ یہ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کی ترقی کا ایک اَور زینہ ہے۔ اب یہ میٹنگ نیشنل اور انٹرنیشنل لیول کی میڈیکل میٹنگ ہوگئی ہے۔ تمام ممبرز جو اس میٹنگ میں موجود تھے اُن سب کو رائل کالج آف فزیشن لندن کی طرف سے اُن کی حاضری کے سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔

میٹنگ کی کارروائی دوپہر کے کھانے اور ظہر کی نماز کے بعد شروع ہوئی۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ڈاکٹر سید مظفر احمد صاحب (صدر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے) نے افتتاحی تقریر میں تنظیم کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور گزشتہ سال کے دوران کی جانے والی اہم کارگزاری پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد سائنٹفک سیشن کا آغاز ہوا جس میں موجودہ دَور کے میڈکل سیٹ اَپ کے بارہ میں تقاریر کی گئیں تاکہ نیشنل ہیلتھ سروس میں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اُن میں احمدی ڈاکٹرز اور دیگر متعلقہ شعبہ جات اپنے آپ کو منظّم رکھ کر نمایاں کام کرسکیں۔ اس سلسلہ کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر محمد امجد صاحب نے کی جس میں انہوں نے "Medicolegal reports and Court appearance Skills" کے بارہ میں بتایا۔ اس تقریر سے آجکل کے میڈکل کے شعبہ کے قوانین اور ان میں تبدیلیوں کے بارے میں حاضرین کو بہت سی نئی معلومات حاصل ہوئیں۔ اس تقریر کے بعد انفرادی سوال و جواب کا سیشن تھا اور یہ سیشن بھی بہت معلومات افزا تھا۔

اس سیشن کی دوسری اور آخری تقریر مکرم نور چودھری صاحب کی تھی جس کا موضوع تھا: "NHS Pension and changes from 2015"۔ اس تقریر میں نیشنل ہیلتھ سروس میں پنشن کے اصولوں میں تبدیلی کے بارے میں بتایا گیا۔ اس تقریر کے بعد بھی سوال و جواب کا سیشن ہوا جو بہت معلومات افزا تھا۔

اِن تقاریر کے بعد سائنٹفک سیشن کا اختتام ہوا جس کے بعد مہمانوں سے درخواست کی گئی کہ وہ پوسٹرز کی نمائش کو ملاحظہ فرمالیں۔ ان پوسٹرز کے ذریعے احمدی ڈاکٹروں کی مختلف موضوعات پر کی جانے والی ریسرچ دکھائی گئی تھی۔ یہ ریسرچ نیشنل اور انٹرنیشنل لیول پر کی گئی تھی۔ اِن میں سے ایک پوسٹر لجنہ کی پچھلے چند سالوں کے

دوران جلسہ سالانہ پر فرسٹ ایڈ کی ڈیوٹی کے بارہ میں تھا۔ اِس نمائش کو حاضرین نے بہت دلچسپی سے دیکھا۔

نمازِ عصر کے بعد دوسرے سائنٹفک سیشن کا آغاز ہوا جس میں پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر ہمایوں نذیر احمد صاحب کی تھی۔ اس تقریر کا موضوع تھا: "Supporting information for aprasial and revaladation"۔ اس تقریر میں انہوں نے ڈاکٹروں کی راہنمائی کی کہ وہ کیسے اپنے کام میں پیشہ وارانہ ترقیات حاصل کرسکتے ہیں۔ تقریر کے بعد چند سوالات کے جواب بھی موصوف نے دیئے۔ یہ معلوماتی لیکچر بہت دلچسپی سے سنا گیا۔

اس کے بعد دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر قمرالدین صاحب کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا: "GMc regulations and avoiding pit falls"۔ اپنی تقریر میں مکرم ڈاکٹر صاحب نے اسلامی تعلیمات، میڈیکل پروفیشن کے حقائق اور قرآن کریم سے آیات کریمہ کو شامل کرکے شعبہ طب کی اہمیت کو اُجاگر کیا اور بتایا کہ کیسے ڈاکٹر اپنی دنیاوی تعلیم کو دینی تعلیم کے ساتھ ملا کر انسانیت کی بہتر خدمت بجالا سکتے ہیں۔ انہوں نے جنرل میڈیکل کونسل کی گائیڈ لائنز کو قرآن شریف کی دی گئی تعلیم کے ساتھ ملا کر بتایا کہ بحیثیت مسلمان اور احمدی ڈاکٹر ہمیں یہ گائیڈ لائن ہمارے مذہب نے پہلے ہی بتادی ہے۔ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی سمجھ عطا فرمائے۔

اس سیشن کا اگلا حصہ پینل ڈسکشن تھا جس کا عنوان تھا: "How to become a Clinical Leader/manager in your organisation"۔ اس سیشن میں ڈاکٹروں کی ٹیم نے حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے اور بتایا کہ وہ کیسے اپنے آپ کو آرگنائزیشن میں لیڈرشپ کے رول میں لا سکتے ہیں اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اگلا سیشن مکرم امیر صاحب یوکے کی موجودگی میں شروع ہوا جس میں سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب نے ہیومینٹی فرسٹ کے بارہ میں مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ نے احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن اور ہیومینٹی فرسٹ کے مختلف ممالک میں اکٹھے چلائے جانے والے منصوبوں کا ذکر کیا۔

محترم امیر صاحب یوکے نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے انگلستان کے ڈاکٹروں کو مشورہ دیا کہ وہ پورا سال جماعت کے لوگوں کو اپنی خدمات مہیا کرنے کے لئے خصوصی کلینک بنائیں اور ان کی رہنمائی کریں اور مشورہ دیں کہ وہ کیسے اپنی صحت کا خیال رکھ سکتے ہیں اور ہیلتھ سروس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی خدمات کو بھی سراہا۔

اس تقریب کا آخری سیشن بہت اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ حضور اقدس کا استقبال مکرم ڈاکٹر سید مظفر احمد صاحب (صدر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے) اور اُن کی عاملہ نے کیا۔

اس اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن شریف سے شروع ہوئی جو مکرم ڈاکٹر چودھری مظفر صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر سید مظفر احمد صاحب نے استقبالیہ پیش کیا۔ آپ نے حضور انور سے خاص دعا کی درخواست کی کہ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن حضور کی خواہشات کے مطابق کام کرنے کی توفیق پا سکے۔ آپ نے بتایا کہ اس ایسوسی ایشن کو فعّال بنانے کے لئے ریجنل سطح پر مَردوں اور خواتین کے بھی نمائندگان بنائے گئے ہیں۔ آپ نے رپورٹ میں بتایا کہ امسال بیس سے زیادہ ڈاکٹروں نے یوگنڈا، آئیوری کوسٹ، گھانا اور پاکستان میں وقفِ عارضی کیا۔ اسی طرح پاکستان سے آنے والے ڈاکٹروں کو معلومات مہیا کرنے اور نوکری دلانے میں مدد کی گئی۔ GCSE کے طالب علموں کو Work experience اور CV کی تیاری کے علاوہ میڈیکل میں داخلہ کے لئے Statement اور انٹرویو کے لئے مدد کی۔ اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان بچوں کو میڈیکل میں داخلہ ملا۔ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی مردوں اور عورتوں کی طرف بہت فعّال طریقے پر انجام دی گئی۔ جامعہ احمدیہ کے فائنل ایئر کے طالب علموں کو Basic First Aid and Life Support کا کورس کرایا۔ میڈیکل اور سرجیکل فیلڈ میں بھی ریسرچ کی گئی۔ ہیومینٹی فرسٹ کے ساتھ مل کر پروجیکٹ بنائے گئے۔ افریقہ میں Flagship ہسپتال کی خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو اس کے بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے رائل کالج آف فزیشن سے ہماری میٹنگ کو recognise کرنے کے بارے میں بھی بتایا اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے لئے اس کو خوش آئندہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 343

مکرم عبدالقادر القطاری صاحب

مکرم عبدالقادر القطاری صاحب لکھتے ہیں کہ:

میرا تعلق تیونس سے ہے جہاں میری پیدائش 1976ء میں ایک غریب لیکن دینی تعلیمات کے پابند گھرانے میں ہوئی۔ میرے والد صاحب نیک اور صالح انسان تھے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ اگرچہ میرے والد صاحب نے کسی دینی مدرسہ یا سکول میں تو تعلیم حاصل نہ کی تھی لیکن خشیت اللہ و تقرب اِلی اللہ کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہنے کی وجہ سے نیکی، تقویٰ اور خوفِ خدا میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

والدہ کا رؤیا اور میری پیدائش

میری ولادت سے کچھ عرصہ پہلے میری والدہ نے خواب میں ''صالح'' نامی اپنے بڑے بھائی کو دیکھا، انہوں نے والدہ صاحبہ کو ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ تمہارے ہاں بیٹے کی ولادت ہوگی اور اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ چونکہ ہمارے خاندان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا بہت تذکرہ ہوتا رہتا تھا اس لئے اس رؤیا میں عبدالقادر کے آنے کی خوشخبری سب کے لئے باعث مسرّت و شادمانی تھی۔ چنانچہ جب اس رؤیا کے مطابق میری پیدائش ہوئی تو سب کی خوشی دیدنی تھی۔

جب میری عمر سکول جانے کی ہوئی تو والدین نے اس عمر سے ہی میرے ذہن میں یہ بات ڈالنی شروع کردی کہ رؤیا کے مطابق تم نے نیک اور صالح انسان بننا ہے۔ چنانچہ میرے والد صاحب مجھے نماز، تلاوت قرآن اور نیک خصائل اپنانے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

دادی امّاں کی آغوش میں

میری دادی اماں اپنی کوٹھڑی میں اکیلی رہتی تھیں۔ والد صاحب کی طرف سے رات کو ان کی کوٹھڑی میں سونے کے لئے میری ڈیوٹی لگائی گئی تا کہ اگر انہیں رات کو کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میں ان کی خدمت کے لئے ان کے پاس موجود ہوں۔

دادی جان مجھے رات کو قصص انبیاء سناتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بہت سے واقعات بیان کرتیں، کسی رات وہ صحابہ کی فدائیت اور اخلاص کے واقعات کا تذکرہ چھیڑ لیتیں اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اور ظہور مہدی کے بارہ میں بات شروع کردیتیں۔ انہوں نے آخری زمانے کے واقعات، ظہور مہدی اور فتنۂ دجال کا اس طرح ذکر کیا کہ میرے دل میں اس وقت سے ہی یہ خواہش پیدا ہوگئی کہ اگر مجھے امام مہدی کا زمانہ میسر آیا تو میں اس کی اتّباع کر کے دجال کے فتنہ سے بچنے کی کوشش کروں گا۔ دادی جان کی نصیحت کے مطابق میں نے کم عمری سے ہی ہر جمعہ کے روز سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت شروع کردی تھی۔

مختلف فرقوں سے تعارف

لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھنے تک مجھے اسلام کے مختلف فرقوں کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔ مجھے اجتماعی ذکرِ الٰہی کی مجالس میں جانے کا بہت شوق تھا، نیز ان لوگوں کی صحبت میں بکثرت بیٹھتا تھا جو مختلف مواقع پر اجتماعی تلاوتِ قرآن کریم کرتے تھے، اور میں نے کئی بار ان کے ساتھ مل کر اس معاشرہ میں رائج طریق کے مطابق بعض مرحومین کے ایصال ثواب کی خاطر تلاوت بھی کی۔ ان لوگوں کی صحبت میں رہ کر مجھے ایسے مواقع پر پڑھی جانے والی اکثر سورتیں یاد کرنے کی توفیق ملی۔ پھر جب میری عمر 20 سال ہوئی تو پڑھائی ختم کر کے میں تجارت کی غرض سے دیگر شہروں کا سفر کرنے لگا جہاں میرا تعارف مختلف عقائد اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ہوا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ عقائد کے اختلافات کی بنیاد پر اسلام کس حد تک تقسیم ہوکر رہ گیا ہے۔ بہرحال ان کی جو بات مجھے اچھی لگتی وہ میں مان لیتا اور جو پسند نہ آتی اس کو چھوڑ دیتا، اختلاف کے باوجود میں سب فرقوں کے اجتماعی دینی پروگراموں میں شریک ہوتا تھا۔

اتنا پیا کہ سیراب ہوگیا

اس عرصہ میں مَیں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ایک میدان میں ہوں جہاں سب اپنا اپنا بستر لئے سو رہے ہیں۔ ایسے میں مجھے شدید پیاس محسوس ہوتی ہے اور میں بآوازِ بلند کہتا ہوں اے میرے پیارے محمدؐ مجھے ایسا پانی پلا، جس کے پینے کے بعد پھر کبھی پیاس محسوس نہ ہو۔ میں انہی الفاظ میں بلند آواز میں پکارتا رہا یہاں تک کہ سفید رنگ میں ملبوس ایک نوجوان نے مجھے پانی سے بھرا ہوا شیشے کا ایک جگ تھما دیا۔ میں نے اس سے اتنا پیا کہ سیراب ہوگیا۔ اور جب اس رؤیا کے بعد میری آنکھ کھلی تو ایک عجیب لذت و انشراح اور سکینت کا احساس تھا۔ بیعت کرنے کے بعد مجھ پر کھلا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق تھے جنہوں نے فیضِ محمدی کا شربت مجھے پلایا تھا۔

مشکلات کے پہاڑ

جب میری عمر 24 سال ہوئی تو میری دادی جان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے ساتھ خاص تعلق کی وجہ سے مجھے ان کی جدائی کا بہت افسوس ہوا۔ ابھی یہ صدمہ بھولا نہ تھا کہ اس کے اگلے سال ہی والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ ہمارا گھرانہ ابھی ان صدمات سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ علاقہ کے بعض سرکردہ لوگوں کی طرف سے ہمارے خاندان کو تختۂ مشقِ ستم بنایا گیا۔ ہم پر ظلم و زیادتی کے علاوہ خطرناک الزامات لگائے گئے جن کی پاداش میں میرے چھوٹے بھائی کو جیل میں بند کروا دیا گیا اور میرے ساتھ بھی تحقیق و تفتیش کا سلسلہ شروع ہوا جو ایک سال تک جاری رہا۔ الغرض اس قدر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے کہ میں زندگی سے ہی مایوس ہوکر رہ گیا۔ ان حالات میں میرے دل سے یہی دعا نکلتی تھی کہ خدایا مجھے ان مشکلات سے رہائی بخش۔

احمدیت کے بارہ میں تحقیق کرو!

ان کٹھن اور پُرمحن ایام میں میرا خیال تھا کہ اگر میرا تعارف دین اسلام کے پابند اور عبادت گزار لوگوں سے ہو جائے تو شاید ان کے ساتھ رہ کر میری عاقبت سنور جائے۔ لیکن جن لوگوں سے رابطہ کی خواہش میرے دل میں جوش مار رہی تھی ان کی مثال مجھے اپنے معاشرے میں نظر نہ آتی تھی۔

ایک رات میں اپنی مذکورہ بالا خواہش کی تکمیل کے لئے بڑی تضرّع کے ساتھ دعا کرنے کے بعد بستر پر لیٹا تو فون پر کسی کا میسج آیا جو یہ تھا:

'برادرِمَن! آپ کو جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کے بارہ میں تحقیق کرنی چاہئے۔'

فون نمبر سے مجھ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ پیغام کس کی طرف سے ہے۔ لیکن جب میں نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ یہ میرے بچپن کے دوست رضا زیانی نے بھیجا تھا۔ ہم پرائمری سے لے کر مڈل تک اکٹھے پڑھے تھے اور ہماری بچپن کی بڑی خوبصورت یادیں تھیں۔ پھر وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے اس علاقے سے چلا گیا اور ایک لمبے عرصہ تک اس سے کوئی رابطہ نہ ہوا تھا۔ اس سے فون کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اب اس علاقے میں واپس لوٹ آیا ہے۔ اس کا گھر محض تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ چنانچہ میں اگلے روز ہی اس کے گھر جا پہنچا۔ سلام دعا کے بعد اصل موضوع یعنی احمدیت کے بارہ میں بات ہونے لگی۔ میں نے کہا ابھی قربِ قیامت کی نشانیاں پوری نہیں ہوئیں۔ یہ سن کر رضا نے کہا کہ آخری زمانے کے بارہ میں خبریں اور پیشگوئیاں ظاہر پر محمول نہیں کی جاسکتیں بلکہ ان میں سے اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیا و کشوف ہیں جن کی تعبیر کرنے سے سب باتیں سمجھی جاسکتی ہیں۔ پھر جب اس نے بعض نشانیوں کی تشریح بیان کی اور دیگر موضوعات پر بات ہوئی تو اس کی اکثر باتیں میرے دل کو لگیں اور میرے دل میں کہیں سے یہ آواز ضرور اٹھنے لگی تھی کہ یہ جماعت سچی ہے۔ اس بات نے مجھے تحقیق کی طرف قدم بڑھانے کا حوصلہ دیا۔ رضا نے مجھے ہر اہم مسئلہ کے بارہ میں کتب لا کر دیں اور میں ایک کے بعد دوسری کتاب کا مطالعہ کرنے لگا۔ پھر رضا نے مجھے ایم ٹی اے العربیہ کی فریکوئینسی بھی دی اور یوں میں روزانہ اس چینل کے پروگرامز بھی دیکھنے لگا۔

شہرِ انوار کا سفر

اس کے بعد میرے دوست رضا نے مجھے استخارہ کرنے کا مشورہ دیا تو مَیں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے استخارہ شروع کردیا۔ ایک ہفتے تک روزانہ سونے سے قبل دو نفل پڑھ کر نمازِ استخارہ ادا کرتا رہا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا رؤیا دکھایا جس کے بعد میری تسلی ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک پرانی اور بوسیدہ عمارت کے اوپر کھڑا ہوں اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ عمارت کسی وقت بھی گرسکتی ہے۔ رات کا وقت ہے اور روشنی بہت کم ہے ایسے لگتا ہے جیسے اس عمارت کے بعض کمروں میں مدھم روشنی والے کچھ دیئے جل رہے ہیں۔ میں وہاں پر ایک کپڑے کی بنی ہوئی رسّی کو پکڑ کر کھڑا ہوں تا اس عمارت کے گرد گہری کھائی میں نہ گر جاؤں۔ اتنے میں ''فتحی'' نامی ایک شخص مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ تم ان اندھیروں میں کہاں بھٹک رہے ہو؟ پھر وہ مجھے کہتا ہے کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ تا میں تمہیں شہرِ انوار کی جانب لے چلوں۔ یہ سن کر میں اس کی طرف جانے کا ارادہ ہی کرتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کپڑے کی رسّی اچانک لوہے کی مضبوط کیبل میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ میں اس فولادی تار کے سہارے بجلی کی سی تیزی سے شہرِ انوار میں جا پہنچتا ہوں۔ بے اختیاری کے عالم میں میرے منہ سے نہایت خوش الحانی سے ''اللّٰہ اکبر'' اور ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کی صدائیں نکلنا شروع ہوجاتی ہیں۔ پھر اسی فودلای تار کے ذریعہ اچانک برق رفتاری کے ساتھ میں آسمان کی طرف اڑنا شروع کر دیتا ہوں یہاں تک کہ میں بلندیوں پر خود کو ستاروں کے درمیان پاتا ہوں۔ یہ دیکھ کر میں روتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور اسی حالت میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اس رؤیا کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ یہ جماعت حق پر ہے اور اس میں شامل ہوکر میں شہرِ انوار اور آسمانِ روحانی کی جانب پرواز کرسکتا ہوں۔

بیعت کا فیصلہ

ایک اور خواب میں دیکھا کہ مصر کے ایک دوست مجھے فون کر کے کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں تمہارا چھپنے والا مضمون بہت اچھا تھا۔

اس قدر واضح رؤیائے صالحہ دیکھنے کے باوجود میرا مؤقف تھا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے بارہ میں کوئی واضح رؤیا دیکھے بغیر بیعت نہیں کروں گا۔ رضا صاحب کے ساتھ میری ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک رات باتوں کے دوران اس حدیث نبوی کا ذکر آیا کہ جو اس حالت میں مرا کہ اس کے گلے میں کسی کی بیعت کا جؤا نہ تھا تو وہ جہالت کی موت مرا۔ جب میں نے یہ سنا تو رات گئے تک مجھے احمدیت کی صداقت اور امام الزمان کی بیعت کا خیال آتا رہا اور میں نے اپنی مقرر کردہ شرط کو چھوڑ کر بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

خواہش کی تکمیل

جب مَیں بیعت کا فیصلہ کر کے سویا تو خدائے رحیم و کریم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں واضح رؤیا دیکھنے کی میری خواہش بھی پوری کر دی کیونکہ اسی رات میں نے رؤیا میں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی: وإِنّی لَنَاصِرُکَ یَا Ahmad۔ یعنی اے احمد میں تیری مدد و نصرت کروں گا۔ خواب میں حضرت احمد علیہ السلام کا نام اسی طرح انگریزی زبان میں لکھا ہوا دیکھا تھا۔ جس کے بعد مجھے اور کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ میں صبح سویرے رضا صاحب کے پاس گیا او ربیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔ یہ 25 مئی 2009ء کا دن تھا۔

خلیفۂ وقت سے تعلق

خلیفۂ وقت کی طرف سے بیعت کی قبولیت کا خط اور اس کے بعد میرے خط کے جواب میں پیارے آقا کی طرف سے آنے والا ہر خط نہایت مؤثر ہوتا ہے اور اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے جوش پیدا کرتا ہے۔

احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے مخالفت ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نماز میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلَائِکَۃُ کی تلاوت کررہا ہوں۔ ایسے میں حضور انور تشریف لاتے ہیں اور میرے کندھے پر تھپکی دیتے ہیں۔

اس رؤیا کے بعد خدا کے فضل سے ہر مشکل آسان ہوگئی اور انشراح صدر کی ایسی نعمت عطا ہوئی جس کا کوئی بدل نہیں۔

(باقی آئندہ)

اسلامی نظامِ حکومت کا ایک اجمالی نقشہ

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 28 دسمبر 1950ء برموقع جلسہ سالانہ ربوہ)

(مطبوعہ۔انوار العلوم جلد 22)

(قسط نمبر 2)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حکومت کا اعلان

پھر یہ تو اپنے زمانہ کی گورنری کے متعلق اعلانِ عام تھا اور گو اس میں سارے مُلکوں کو شامل کرلیا گیا تھا مگر یہ شُبہ باقی رہتا تھا کہ ممکن ہے یہ سب دنیا کے لئے تو ہو لیکن سب زمانوں کے لئے نہ ہو۔ دنیا میں گورنر اور وائسرائے مقرر ہوکر آتے ہیں تو پانچ سال کے بعد بدل جاتے ہیں اور پھر وہ انہی گلیوں میں عام لوگوں کی طرح پھِرتے نظر آتے ہیں جن گلیوں میں شاہانہ شوکت کے ساتھ پھِرا کرتے تھے۔ پس چونکہ یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا اس لئے پہلے اعلان کے ساتھ ہی خدائی دربارِ عام میں یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ یہ گورنر جنرل قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ پانچ سال کے لئے یا دس سال کے لئے یا سَو سال کے لئے یا دوسَو سال کے لئے یا ہزار سال کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے جب تک انسان تباہ نہیں ہو جاتا، جب تک ایک انسان بھی اِس دنیا میں زندہ ہے اُس وقت تک یہی گورنر جنرل رہے گا۔ فرماتا ہے: وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ۔ (سورۃ سبا:29 تا 31)

فرماتا ہے۔ اے بنی نوع انسان! سن رکھو اس رسول کو ہم نے کہہ دیا ہے کہ وہ صرف اس زمانہ کے لئے نہیں بلکہ انسان کی تعریف کے نیچے جتنے انسان آتے ہیں ان سب کو یہ جمع کرنے والا ہے خواہ وہ اِس صدی کے ہوں یا اگلی صدیوں کے قیامت تک اس کا راج قائم ہے اور کوئی شخص اس کی حکومت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ بَشِيرًا وَنَذِيرًا دنیا میں اصول یہ ہے کہ جب بادشاہت بدلتی ہے تو آنے والی حکومت کسی کو گِرا دیتی ہے اور کسی کو اونچا کر دیتی ہے بَشِيرًا وَنَذِيرًا کا بھی یہی مفہوم ہے کہ جو لوگ اس کے قانون کی پابندی کرنے والے ہوں گے اُن کو یہ بلند کریگا اور جو لوگ اس کے قانون کی نافرمانی کرنے والے ہوں گے اُن کو یہ گِرا دے گا۔ گویا فرمایا کہ اے ہمارے رسول! دونوں طاقتیں تجھ کو دی جاتی ہیں، تیرے ہی ذریعہ سے لوگوں کو بلند کیا جائے گا اور تیرے ہی ذریعہ سے لوگوں کو گرایا جائے گا، تیرے ہی ذریعہ سے ملزم سزا پائیں گے اور تیرے ہی ذریعہ سے متبعین انعام حاصل کریں گے۔ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ لیکن اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا۔ کیونکہ اس سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں ان میں سے کسی نبی کی نبوت سَو سال کے بعد ختم ہوگئی تھی اور کسی کی دوسَو سال کے بعد۔ ان کے لئے یہ سمجھنا بڑا مشکل ہے کہ کوئی ایسا نبی بھی آ سکتا ہے جس کی نبوت قیامت تک چلتی چلی جائے اور کبھی ختم ہونے میں نہ آئے چنانچہ فرمایا وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ یہ ہمیشہ ہمیش کے لئے نبی ہے اس کا ثبوت کیا ہے اس طرح تو ایک جھوٹا نبی بھی کہہ سکتا ہے کہ میری نبوت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ بہرحال کوئی نہ کوئی ایسی دلیل ہونی چاہئے جس سے ہم یہ اندازہ لگاسکیں کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ پیش کیا جارہا ہے اس میں سچائی پائی جاتی ہے اور یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ فرماتا ہے قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ۔ فرمایا اِس کا پتہ تم کو ایک ہزار سال میں لگے گا۔ بڑی سے بڑی نبوت جو آج تک چلی ہے وہ ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی۔ آدم علیہ السلام کا زمانہ لے لو، نوح علیہ السلام کا زمانہ لے لو، موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ لے لو، کوئی زمانہ بھی ہزار سال سے زیادہ لمبا نہیں رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بظاہر دو ہزار سال کا نظر آتا ہے لیکن وہاں تیرہ سَو سال کے بعد جو نبی آیا اُس نے آتے ہی یہ کہہ دیا کہ اب موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہونے والی ہے اور وہ نبی دنیا میں ظاہر ہونے والا ہے جس کے متعلق تمام انبیاء اپنے اپنے زمانہ میں پیشگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ گویا مسیح علیہ السلام نے آمد کے ساتھ سلسلہ موسویہ کے امتداد کی خبر نہیں دی بلکہ ایک نئے دَور کے آغاز کی خبر دیدی اور بتایا کہ پہلا سلسلہ ختم ہونے والا ہے۔

مسلمانوں کے ہزار سالہ دَورِ تنزّل کی قرآن کریم میں خبر

غرض ہزار سال وہ میعاد ہوتی ہے جس میں کسی قوم کو یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ اب پُرانی نبوت ختم ہوگئی ہے اور نئی نبوت کا دَور شروع ہونے والا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ یہاں دن سے مراد ہزار سالہ زمانہ ہے چنانچہ قرآن کریم خود اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ (سورۃ السّجدۃ:6)۔ فرمایا ہم اِس دنیا میں ایک نیا نظام قائم کریں گے اور آسمان سے زمین پر اپنے انوار کی بارش برسائیں گے مگر پھر آہستہ آہستہ وہ نظام کمزور ہوتا چلا جائے گا اور دنیا یہ سمجھے گی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت اب ختم ہوگئی ہے۔ دنیا یہ سمجھے گی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اب ختم ہوگئی ہے اور یہ دَورِ تنزّل تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال تک چلتا چلا جائے گا۔

بہائیوں کا ایک غلط استدلال

بہائی لوگ قرآن کریم کی اس آیت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر کہتے ہیں کہ گویا ہزار سال کے بعد نَعُوْذُ بِاللّٰه شریعتِ اسلام منسوخ ہو جائے گی حالانکہ شریعتِ اسلام تو تب منسوخ ہوسکتی تھی جب کہ یکدم قرآن خراب ہو جاتا اور وہ دنیا کے لئے ناقابلِ عمل ہو جاتا، لیکن اس آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یکدم قرآن خراب ہو جائے گا بلکہ اس میں یہ بتایا گیا کہ آہستہ آہستہ ایک ہزار سال میں ایمان اوپر چڑھ جائے گا۔ پس اِس کے معنے سوائے اِس کے اور کوئی نہیں ہو سکتے کہ اسلام اور قرآن کا اثر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے کم ہونا شروع ہوگا اور اِس پر ایک ہزار سال کا عرصہ صَرف ہوگا۔ اگر کتاب نے منسوخ ہونا ہوتا تو کتاب کی منسوخی تو یکدم ہوتی ہے ہزار سال میں آہستہ آہستہ نہیں ہوتی۔ پس ہزار سال میں آہستہ آہستہ اسلام کے اُٹھ جانے کے یہی معنی تھے کہ اُس کا اثر لوگوں پر سے کم ہوجائے گا اور جب اثر کم ہو جائے تو اُس وقت کتاب منسوخ نہیں بلکہ ایک نیا معلّم بھیجا جاتا ہے جو اُس کتاب کی تعلیم کو دنیا میں پھر قائم کر دیتا ہے۔ پس بہائیت اس آیت سے بالکل ناجائز فائدہ اُٹھاتی اور لوگوں کو دھوکا میں مبتلا کرتی ہے۔

بہرحال اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال میں ایمان دنیا سے اُٹھ جائے گا اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے تین سَو سال کو مبارک زمانہ قرار دیا ہے جس میں اسلام کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ دنیا میں ترقی کرتا جائے گا اور دَورِ تنزّل قرآن کریم نے ہزار سال بتایا ہے اس لئے ہزار سال میں پہلے تین سَو سال جمع کئے جائیں تو یہ تیرہ سَو سال کا عرصہ بن جاتا ہے پس قُلْ لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُونَ کے یہ معنے ہوئے کہ تم اسلام کے دَورِ تنزّل کو دیکھ کر اِس واہمہ میں مبتلاء ہو سکتے ہو کہ شاید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت ختم ہوگئی، لیکن تیرہ سَو سال کے بعد تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ اس کی حکومت ختم نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔

احیائے اسلام کے لئے مسیح موعود کی بعثت

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عین تیرہ سَو سال کے ختم ہونے پر اُمتِ محمدؐیہ میں سے ایک شخص نے کھڑے ہوکر یہ اعلان کیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے بھیجا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سَو سال پہلے فرمائی تھیں۔ میں اس لئے نہیں آیا کہ کوئی نیا مذہب قائم کروں، مَیں اس لئے نہیں آیا کہ موسوی مذہب کو قائم کروں، میں اس لئے نہیں آیا کہ عیسوی مذہب کو قائم کروں بلکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ گویا تیرہ سَو سال کے بعد جو تغیر ہؤا وہ یہی تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قیامت تک ہے اور اس میں کوئی وقفہ نہیں۔ دُنیا کی تمام تاریخیں بتاتی ہیں کہ تیرہ سَو سال کے بعد کوئی نبوت نہیں چلی۔ موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سَو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے مگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اب موسوی سلسلہ ہی قیامت تک قائم رہے گا بلکہ انہوں نے کہا تو یہ کہ:۔

> ''دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔''

(لوقا باب 13 آیت 35 برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لندن مطبوعہ 1887ء۔ مفہوماً)

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سَو سال کے بعد جو شخص آیا اُس نے کہا مَیں اس لئے آیا ہوں تا قیامت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنر جنرل ہونے کا اعلان کروں۔

دُنیاوی حکومتوں کی ناپائیداری

دنیا میں بادشاہ اپنی حکومت کا اعلان کرتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ ان کی حکومت ایک لمبے عرصہ تک قائم رہے گی لیکن چند سال کے بعد ہی ایک نیا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور اُن کی جگہ کوئی اَور حکومت مُلک پر قابض ہو جاتی ہے۔ دیکھو 1911ء میں جارج پنجم نے دلّی میں ایک بہت بڑا دربار منعقد کیا اور اِس بات پر بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا کہ اب انگریزی حکومت ہندوستان میں مستحکم ہوگئی ہے لیکن اس اعلان پر ابھی چھتیس سال گزرے تھے کہ 1947ء میں انگریز اپنا بوریا بستر باندھ کر یہاں سے چلے گئے۔ یہ کتنا عظیم الشان تغیر ہے جو چند سال میں ہی رونما ہوگیا۔ لیکن یہاں تیرہ سَو سال پہلے اعلان ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قیامت تک قائم رہے گی اور تیرہ سَو سال کے بعد کوئی سیّد نہیں، قریش نہیں بلکہ اُس قوم کا ایک فرد جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافر تھی جو اسلام کو جانتی تک نہ تھی اور اُس نے بعد میں اسلام اور مسلمانوں کو مِٹانے کے لئے خون کی ندیاں تک بہا دیں اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اسلام کو دنیا کے تمام دوسرے اَدیان پر غالب کروں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا جھنڈا دنیا میں گاڑ دوں۔ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آنے والے موعود کی خبر دیتے ہوئے سلمان فارسی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریّا پر بھی چلا گیا تو اس کی قوم میں سے ایک فارسی الاصل شخص اُٹھے گا جو ایمان کو پھر لوگوں کے قلوب میں زندہ کردے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ باب قولہٖ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ ...... الخ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے دوبارہ عروج کی یہ بشارت دی اُس وقت وہ قوم جس میں سے اِس عظیم الشان انسان نے کھڑا ہونا تھا کافر تھی، وہ بے دین اور لامذہب تھی وہ جانتی تک نہ تھی کہ اسلام کس چیز کا نام ہے مگر صدیوں بعد چین اور تبّت اور ترکستان کے پہاڑوں سے یہ قوم اُٹھتی ہے اور دیوانہ وار تمام پہاڑوں اور دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے اسلامی حکومت کو تباہ کر دیتی ہے۔ بغداد جو اسلام کا ایک عظیم الشان مرکز تھا اُس پر یہ قوم حملہ آور ہوتی ہے اور اٹھارہ لاکھ مسلمانوں کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کر دیتی ہے۔ مگر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ وہی ہلاکو جس نے بغداد میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا تھا اس کی نسل میں سے ایک مُغل شہزادہ مسلمان ہو جاتا ہے اور وہی قوم جس کی تلوار نے مسلمانوں کو مٹایا تھا خود اسلام کی تلوار کا شکار بن کر رہ جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تیرہ سَو سال بعد ایک مغل اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے اور مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر کے رہونگا۔ یہ کتنا عظیم الشان نشان ہے اور کتنے عظیم الشان طریق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدے کا ایفاء کیا جو اُس نے اپنے دربار میں کیا تھا۔ کیا دنیا کا کوئی دیوانِ عام اس کی مثال پیش کرسکتا ہے؟

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے تعلق رکھنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ اور ان کی روشنی میں احباب جماعت کو نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13؍مارچ 2015ء بمطابق 13 امان 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ بعض باتیں بیان کروں گا جن کا تعلق براہ راست یا بالواسطہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ ان سے بہت سی سبق آموز باتیں سامنے آتی ہیں جن سے آجکل بھی اپنے راستے متعین کرنے کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

پہلا واقعہ یا پہلا بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبلیغ کے بارے میں جوش اور کس طرح جماعت کو دیکھنا چاہتے تھے کے متعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ اسلام کے لئے جو جوش اور درد تھا جس کا اثر وہ اپنے جماعت کے افراد پر بھی دیکھنا چاہتے تھے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ سلسلہ کے لئے عجیب عجیب خیال آتے تھے اور وہ رات دن اسی فکر میں رہتے تھے کہ یہ پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جائے۔ ایک مرتبہ آپ نے تجویز کی کہ ہماری جماعت کا لباس ہی الگ ہوتا کہ ہر شخص بجائے خود ایک تبلیغ ہو سکے۔...... اس پر مختلف تجویزیں ہوئیں۔‘‘ (ماخوذ از الفضل جلد 10 نمبر 1 صفحہ 16) یعنی یہ پہچان ہو جائے کہ یہ احمدی ہے۔ اب صرف ایک علیحدہ پہچان تو کوئی چیز نہیں ہے۔ یقیناً آپ کی یہی خواہش ہوگی کہ اس طرح جہاں ایک لباس دیکھ کر اور پھر عملی اور اعتقادی حالت دیکھ کر غیروں کی توجہ ہوگی وہاں خود بھی احساس رہے گا کہ میں ایک احمدی کی حیثیت سے پہچانا جاؤں گا۔ اس لئے میں نے اپنی عملی اور اعتقادی حالت کو درست بھی رکھنا ہے۔

پس آج بھی ہمیں یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ لباس کوئی چیز نہیں لیکن کم از کم ہماری حالتیں ایسی ہوں کہ ہر ایک ہمیں دیکھ کے پہچان سکے کہ یہ احمدی ہے اور یہ دوسروں سے منفرد ہے۔

لباس کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ایک مبلغ یا دین کے کام کرنے والے کی شکل کس طرح کی ہونی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’تبلیغ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ مبلغ کی شکل مومنانہ ہو۔‘‘ خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’پس میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کی ظاہری شکل اسلامی شعار کے مطابق ہونی چاہئے اور انہیں اپنی داڑھیوں میں، بالوں میں اور لباس میں سادگی اختیار کرنی چاہئے۔ اسلام تمہیں صاف اور نظیف لباس پہننے سے نہیں روکتا۔ (صاف لباس ہو۔ نفاست ہو۔ اس سے نہیں روکتا۔) بلکہ وہ خود حکم دیتا ہے کہ تم ظاہری صفائی کو ملحوظ رکھو اور گندگی کے قریب بھی نہ جاؤ مگر لباس میں تکلف اختیار کرنا منع ہے۔ اسی طرح (بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے اپنے کپڑوں کو دیکھتے ہیں۔) تھوڑی دیر کے بعد کوٹ کے کالر کو دیکھنا کہ اس پر گرد تو نہیں پڑ گئی۔ یہ ایک لغو بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بعض لوگ اچھے اچھے کپڑے لاتے تھے اور آپ ان کپڑوں کو استعمال بھی کرتے تھے مگر کبھی لباس کی طرف ایسی توجہ نہیں فرماتے تھے کہ ہر وقت برش کروا رہے ہوں اور دل میں یہ خیال ہو کہ لباس پر کہیں گرد نہ پڑ جائے۔ (آپ کہتے ہیں کہ کپڑوں پر) برش کروانا منع نہیں مگر اس پر زیادہ زور دینا اپنے وقت کا بیشتر حصہ ان باتوں پر صرف کر دینا پسندیدہ نہیں سمجھا جا سکتا......۔ (آپ کہتے ہیں) بعض لوگوں کو لباس کا اتنا کمپلیکس ہوتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ دعوت کے موقع پر رونی شکل بنا لیتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں ہے یا فلاں قسم کا لباس نہیں ہے۔ انسان کے پاس جس قسم کا بھی لباس ہو اس قسم کے لباس میں اسے دوسروں سے بڑے اعتماد سے ملنے چلے جانا چاہئے۔ اصل چیز تو ننگ ڈھانکنا ہے۔ (نفاست ہے۔ نظافت ہے۔ صفائی ہے۔) جب ننگ ڈھانکنے کا لباس موجود ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی شخص کی ملاقات سے اس لئے محروم ہو جاتا ہے کہ میرے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں یا فلاں قسم کا کرتہ نہیں تو یہ دین نہیں بلکہ دنیا ہے۔

(ماخوذ از خدام الاحمدیہ سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 441، 442)

پس واقفین زندگی کے لئے خاص طور پر مبلغین کے لئے اور عام طور پر عمومی جماعت کے افراد کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ ظاہری رکھ رکھاؤ کی طرف اتنی توجہ نہ دیں کہ اصل مقصد پیچھے چلا جائے۔ یا بعض ایسے ہیں جو نظافت کا خیال بھی نہیں رکھتے انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ نظافت ایمان کا حصہ ہے۔ پس ہر معاملہ میں اعتدال ہونا چاہئے۔ نہ اِدھر جھکاؤ ہو نہ اُدھر جھکاؤ ہو۔

تبلیغ کے حوالے سے آپ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تبلیغ پر خاص طور پر زور دیا جائے۔ (دہلی آپ گئے تو کہتے ہیں) اس دفعہ یہاں دہلی میں میرے لئے ایک حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ اب دلّی والوں نے کج بحثی کو چھوڑ دیا ہے ورنہ اس سے پہلے جب کبھی مجھے یہاں آنے کا (موقع ملا یا) اتفاق ہوا دہلی کے ہر قسم کے لوگ مجھ سے ملنے کے لئے آیا کرتے تھے اور عجیب عجیب قسم کی بحث شروع کر دیا کرتے تھے اور کسی نے بھی کبھی معقول بات نہ کی تھی۔ (فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے مَیں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ میں یہاں آیا اور اپنے رشتہ داروں کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ حیدر آباد کے ایک رشتے کے بھائی بھی ہماری رشتے کی اس نانی کے پاس ملنے آئے تھے جن کے پاس حضرت امّاں جان ٹھہری ہوئی تھیں۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کر کے پوچھا (اس رشتے کے بھائی نے) کہ یہ لڑکا کون ہے؟ نانی نے کہا کہ فلاں کا لڑکا ہے۔ یعنی حضرت امّاں جان کا نام لیا۔ حضرت امّاں جان کا نام سن کر وہ مجھے کہنے لگے کہ تمہارے ابّا نے کیا شور مچا رکھا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کے خلاف کئی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) اس وقت میری عمر چھوٹی تھی مگر بجائے اس کے کہ میں گھبراؤں کیونکہ مجھے وفات مسیح کی بحث اچھی طرح یاد تھی میں نے وفات مسیح کے متعلق بات شروع کر دی۔ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اس زمانے میں جو مسیح موعود اور مہدی معہود آنے والا ہے وہ اسی امّت میں سے آئے گا۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے قرآن کریم کی ان آیات میں سے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ (آل عمران: 56) والی آیت یاد تھی تو میں نے اس کے متعلق سارے مضمون کو اچھی طرح کھول کر بیان کیا تو وہ بڑے حیران ہو کر کہنے لگے کہ واقعی اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں مگر یہ مولوی لوگ کیوں شور مچاتے ہیں؟ تو مَیں نے انہیں کہا کہ یہ بات تو پھر ان مولویوں سے پوچھئے۔ لیکن نانی کا ردّ عمل کیا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ہماری نانی نے شور مچا دیا کہ توبہ کرو، توبہ کرو۔ اس بچے کا دماغ پہلے ہی ان باتوں کو سن کر خراب ہوا ہوا تھا تم نے تصدیق کر کے اسے کفر پر پکا کر دیا۔

(ماخوذ از ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 453، 454)

پھر تبلیغ کے حوالے سے ہی آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے تبلیغ کے طریق کو بیان فرماتے ہیں کہ ’’میاں شیر محمد صاحب اَن پڑھ آدمی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے۔ وہ فنافی الدین قسم کے آدمیوں میں سے تھے۔ یکّہ چلاتے تھے۔ غالباً پھلور سے (یہ جگہ کا نام ہے) سواریاں لے کر بنگہ جاتے تھے۔ ان کا طریق تھا کہ سواری کو یکّے میں بٹھا لیتے اور یکّہ چلاتے جاتے اور سواریوں سے گفتگو شروع کر لیتے۔ اخبار الحکم منگواتے تھے۔ جیب سے اخبار نکال لیتے اور

سواریوں سے پوچھتے آپ میں سے کوئی پڑھا ہوا ہے؟ اگر کوئی پڑھا ہوا ہوتا، اسے کہتے کہ یہ اخبار میرے نام آئی ہے۔ ذرا اس کو سنا تو دیجئے۔ یکّہ میں بیٹھا ہوا آدمی جھٹکے کھاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے کوئی شغل مل جائے۔ وہ خوشی سے پڑھ کر سنانا شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ اخبار پڑھنا شروع کرتا تو وہ (یعنی یہ خود میاں شیر محمد صاحب) جرح شروع کر دیتے کہ یہ کیا لکھا ہے؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور اس طرح جرح کرتے کہ اس کے ذہن (یعنی پڑھنے والے کے ذہن کو جو احمدی نہیں ہوتا تھا) سوچ کر جواب دینا پڑتا اور بات اچھی طرح اس کے ذہن نشین ہو جاتی۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ انہوں نے مجھے سنایا تھا تو اس وقت تک (صرف الفضل یا الحکم پڑھانے کے ذریعہ سے) ان کے ذریعے درجن سے زیادہ احمدی ہو چکے تھے۔ اس کے بعد بھی وہ کئی سال تک زندہ رہے۔ نامعلوم کتنے آدمی ان کے ذریعہ اسی طریق پر احمدیت میں داخل ہوئے۔ غرض ضروری نہیں کہ ہمیں کام شروع کرنے کے لئے بڑے عالم آدمیوں کی ضرورت ہے بلکہ ایسے علاقوں میں جہاں کوئی پڑھا ہوا آدمی نہیں مل سکتا اگر اَن پڑھ احمدی مل جائے تو اَن پڑھ ہی ہمارے پاس بھجوا دیا جائے اس کو زبانی مسائل سمجھائے جا سکتے ہیں۔ (بعض جو چھوٹی جماعتیں ہیں، دُور کی جماعتیں ہیں ان کے لئے خاص ہدایت ہے تا کام شروع ہو جائے۔) اگر ہم اس انتظار میں رہیں کہ عالم آدمی ملیں تو نامعلوم ان کے آنے تک کتنا زمانہ گزر جائے گا؟

(ابھی بھی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعات میں بڑی خاصی تعداد مربّیان کی آ رہی ہے لیکن پھر بھی مستقبل قریب میں ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔) کیونکہ علماء کو مذہب کی باریکیوں میں جانا پڑتا ہے اس لئے ان کو علم حاصل کرنے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ مذہب میں باریکیاں ہوتی ہیں ان کو سیکھنے کے لئے ایک لمبے عرصے کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے متعلق فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ کہ دین آسانی کا نام ہے۔

(ماخوذ از الفضل قادیان مورخہ 7 نومبر 1945 صفحہ 3 جلد 33 نمبر 261)

پس دعوت الی اللہ کے لئے ضروری نہیں کہ علمی بحثوں اور بڑے بڑے سیمیناروں اور فنکشنوں کا سہارا لیا جائے۔ حالات کے مطابق طریق نکالنے چاہئیں۔ اس زمانے میں بھی بہت سے احمدی ایسے ہیں جو اپنے طور پر تبلیغ کے طریقے نکالتے ہیں اور اللہ کے فضل سے بڑے کامیاب ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے ایک مشترک دوست کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ آپ کے ایک دوست تھے جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھی دوست تھے۔ ان کا نام نظام الدین تھا۔ انہوں نے سات حج کئے تھے۔ بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے۔ چونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی دونوں سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ ماموریت کیا اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تو ان کے دل کو بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیکی پر بہت یقین تھا۔ وہ لدھیانہ میں رہا کرتے تھے اور مخالف لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کچھ کہتے تو وہ ان سے جھگڑ پڑتے اور کہتے کہ تم پہلے حضرت مرزا صاحب کی حالت کو تو جا کر دیکھو۔ وہ تو بہت ہی نیک آدمی ہیں اور میں نے ان کے پاس رہ کر دیکھا ہے کہ اگر انہیں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو) قرآن شریف سے کوئی بات سمجھا دی جائے تو وہ فوراً ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ فریب ہرگز نہیں کرتے۔ اگر انہیں قرآن سے سمجھا دیا جائے کہ ان کا دعوی غلط ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ فوراً مان جائیں گے۔ بہت دفعہ وہ لوگوں کے ساتھ اس امر پر جھگڑتے اور کہا کرتے کہ جب میں قادیان جاؤں گا تو دیکھوں گا کہ وہ کس طرح اپنے دعویٰ سے توبہ نہیں کرتے۔ (یہ کہنے لگے کہ) میں قرآن کھول کر ان کے سامنے رکھ دوں گا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے) اور جس وقت قرآن کی کوئی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے متعلق بتاؤں گا وہ فوراً مان جائیں گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ قرآن کی بات سن کر پھر کچھ نہیں کہا کرتے۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا اور لدھیانہ سے قادیان پہنچے اور آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ نے اسلام چھوڑ دیا ہے اور قرآن سے انکار کر دیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے قرآن کو تو مَیں مانتا ہوں اور اسلام میرا مذہب ہے۔ کہنے لگے الحمدللہ۔ میں لوگوں سے یہی کہتا رہتا ہوں کہ وہ قرآن کو چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ پھر کہنے لگے اچھا اگر میں قرآن مجید سے سینکڑوں آیتیں اس امر کے ثبوت میں دکھا دوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں تو کیا آپ مان جائیں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سینکڑوں آیات کا تو ذکر کیا اگر آپ ایک ہی آیت مجھے ایسی دکھا دیں تو میں مان لوں گا۔ کہنے لگے الحمدللہ۔ مَیں لوگوں سے یہی بحثیں کرتا آیا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب سے منوانا تو مشکل بات نہیں یونہی لوگ شور مچا رہے ہیں۔ پھر کہنے لگے اچھا سینکڑوں نہ سہی مَیں اگر ایک سو آیتیں ہی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کر دوں تو کیا آپ مان لیں گے؟ آپ نے فرمایا میں نے تو کہہ دیا ہے کہ اگر آپ ایک ہی آیت ایسی پیش کر دیں گے تو مَیں مان لوں گا۔ قرآن مجید کی جس طرح سو آیتوں پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کے ایک ایک لفظ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک یا سو آیتوں کا سوال ہی نہیں ہے۔ کہنے لگے اچھا۔ سو نہ سہی پچاس آیتیں اگر میں پیش کر دوں تو کیا آپ کا وعدہ رہا کہ آپ اپنی باتیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر فرمایا میں تو کہہ چکا ہوں کہ آپ ایک ہی آیت پیش کریں میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جوں جوں اس امر پر پختگی کا اظہار کرتے جائیں انہیں شبہ ہوتا جائے کہ شاید اتنی آیتیں قرآن کریم میں نہ ہوں۔ آخر کہنے لگے کہ اچھا دس آیتیں اگر میں پیش کر دوں تو پھر تو آپ ضرور مان جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا میں تو اپنی پہلی بات پر ہی قائم ہوں۔ آپ ایک آیت ہی ایسی پیش کریں۔ کہنے لگے اچھا میں اب جاتا ہوں۔ چار پانچ دنوں تک آؤں گا اور آپ کو قرآن سے ایسی آیتیں دکھلا دوں گا۔

ان دنوں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور میں تھے اور حضرت خلیفہ اوّل بھی وہیں تھے اور مولوی محمد حسین بٹالوی سے اس وقت مباحثے کے لئے شرائط کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ مباحثہ ہونا تھا اس کا تصفیہ حضرت خلیفہ اول اور مولوی محمد حسین کے درمیان ہو رہا تھا) جس کے لئے آپس میں خط و کتابت بھی ہو رہی تھی۔ مباحثے کا موضوع وفات مسیح تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ کہتے تھے کہ چونکہ قرآن مجید کی مفسّر حدیث ہے اس لئے جب حدیثوں سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو وہ قرآن مجید کی ہی بات سمجھی جائے گی اس لئے حدیثوں کی رُو سے وفات و حیات مسیح پر بحث ہونی چاہئے۔ اور حضرت مولوی صاحب فرماتے (یعنی خلیفہ اوّل) کہ قرآن مجید حدیث پر مقدّم ہے اس لئے بہر صورت قرآن سے اپنے مدّعا کو ثابت کرنا ہوگا۔ اس پر بہت دنوں تک بحث رہی اور بحث کو مختصر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ تا کسی نہ کسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ ہو جائے حضرت خلیفہ اوّل اس کی بہت سی باتوں کو تسلیم کرتے چلے گئے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بہت خوش تھے کہ جو شرائط میں منوانا چاہتا ہوں وہ مان رہے ہیں۔ اس دوران میں میاں نظام الدین صاحب وہاں پہنچے اور کہنے لگے تمام بحثیں بند کر دو۔ مَیں اب حضرت مرزا صاحب سے مل کر آیا ہوں اور وہ بالکل توبہ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ میں چونکہ آپ کا بھی دوست ہوں اور حضرت مرزا صاحب کا بھی اس لئے مجھے اس اختلاف سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی طبیعت میں نیکی ہے۔ اس لئے میں ان کے پاس گیا اور ان سے یہ وعدہ لے کر آیا ہوں کہ قرآن سے دس آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے متعلق دکھا دی جائیں تو وہ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہو جائیں گے۔ آپ مجھے ایسی دس آیتیں بتلا دیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طبیعت میں بڑا غصہ تھا۔ جلد باز تھے۔ کہنے لگے کمبخت تو نے میرا سارا کام خراب کر دیا۔ میں دو مہینے سے بحث کر کے ان کو حدیث کی طرف لایا تھا اب تُو پھر قرآن کی طرف لے گیا ہے۔ میاں نظام الدین صاحب کہنے لگے اچھا تو دس آیتیں بھی آپ کی تائید میں نہیں۔ وہ کہنے لگے تُو جاہل آدمی ہے تجھے کیا پتا کہ قرآن کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا تو پھر جدھر قرآن ہے اُدھر ہی میں بھی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ قادیان آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

تو آپ فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو قرآن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس قدر اعتماد تھا اور آپ کتنے وثوق سے فرماتے تھے کہ قرآن آپ کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ قرآن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کوئی خاص رشتہ ہے یا اس کا جماعت احمدیہ سے کوئی خاص تعلق ہے۔ قرآن تو سچائی کی راہ دکھائے گا اور جو فریق سچ پر ہوگا اس کی حمایت کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چونکہ یقین تھا کہ آپ حق پر ہیں اس لئے قرآن بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرا کوئی دعویٰ قرآن کے مطابق نہ ہو تو میں اسے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دوں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعویٰ کے متعلق کوئی شک تھا بلکہ یہ کہنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو یقین تھا کہ قرآن میری تصدیق ہی کرے گا۔ یہ امید ہے جس نے دنیا میں آپ کو کامیاب کر دیا۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 416 تا 418 خطبہ جمعہ فرمودہ 8؍ اپریل 1932ء)

پس ہر احمدی کو ہمیشہ پُر اعتماد رہنا چاہئے کہ قرآن کریم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی تائید ہی ہے جو ہر روز جماعت کی تعداد کو پاک فطرت لوگوں کے سینے روشن کر کے بڑھا رہی ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مخالفت بھی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’جب مخالفت ترقی کرتی ہے تو جماعت کو بھی ترقی حاصل ہوتی ہے اور جب مخالفت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائیدات اور نصرتیں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب کوئی دوست یہ ذکر کرتے کہ ہمارے ہاں بڑی مخالفت ہے تو آپ فرماتے یہ تمہاری ترقی کی علامت ہے۔ جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت بھی بڑھتی ہے کیونکہ مخالفت کے نتیجے میں کئی ناواقف لوگوں کو بھی سلسلے سے واقفیت ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ان کے دل میں سلسلے کی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا

ہو جاتا ہے اور جب وہ کتابیں پڑھتے ہیں تو صداقت ان کے دلوں کو موہ لیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک دفعہ ایک دوست حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس نے تبلیغ کی تھی۔ وہ بے ساختہ کہنے لگے مجھے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے تبلیغ کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیرت سے فرمایا، وہ کس طرح؟ وہ کہنے لگے کہ میں مولوی صاحب کا اخبار اور ان کی کتابیں پڑھا کرتا تھا اور میں ہمیشہ دیکھتا کہ ان میں جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت ہوتی تھی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ میں خود بھی تو اس سلسلے کی کتابیں دیکھوں کہ ان میں کیا لکھا ہے۔ اور جب میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا تو میرا سینہ کھل گیا اور میں بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو مخالفت کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے الٰہی سلسلے کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت میسر آ جاتی ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 487)

آج بھی مخالفین کی مخالفتیں لوگوں کے سینے کھولنے کا باعث بن رہی ہیں۔ اکثر مبلغین کی رپورٹوں میں بھی یہ ذکر ہوتا ہے اور کئی خط مجھے براہ راست بھی آتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے جماعت سے تعارف حاصل کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ یہ بیان فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ احمدی ہونے کے بعد ایک اَن پڑھ کو بھی کس طرح عقل دے دیتا ہے اور وہ حاضر جواب ہو جاتا ہے، ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''لدھیانہ کے علاقے کے ایک شخص میاں نور محمد صاحب تھے۔ انہوں نے ادنیٰ اقوام میں تبلیغ اسلام کا بیڑہ اٹھایا ہوا تھا۔ وہ خاکروبوں میں (صفائی کرنے والوں میں جن میں سے اکثریت عیسائی بھی تھی) تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اور سینکڑوں خاکروب ان کے مرید ہو گئے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے بعض مرید بعض دفعہ یہاں بھی آ جایا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب ہمارے پیر کے پیر ہیں۔ یہاں ہمارے ایک رشتے میں چچا نے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپ کے دعوے کا تمسخر اڑانے کے لئے اپنے آپ کو چوہڑوں کا پیر مشہور کیا ہوا تھا۔ (اور کچھ تو نہیں کر سکے چوہڑوں کا پیر مشہور کر دیا) اور ان کا دعویٰ تھا کہ میں لال بیگ ہوں یعنی خاکروبوں کا پیشوا ہوں۔ ایک دفعہ بعض وہ لوگ جو خاکروبوں سے مسلمان ہو چکے تھے یہاں آئے۔ انہیں حُقّے کی عادت تھی۔ (ان صاحب کی مجلس میں یعنی یہ جو اپنے آپ کو خاکروبوں کا پیر کہتے تھے ویسے مغل تھے۔ ان صاحب کی مجلس میں) جو انہوں نے حقّہ دیکھا تو حُقّے کی خاطر ان کے پاس جا بیٹھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہمارے (ان رشتے کے) چچا نے ان سے مذہبی گفتگو شروع کر دی اور کہا کہ تم مرزا صاحب کے پاس کیوں آئے ہو؟ تم تو دراصل میرے مرید ہو۔ مرزا صاحب نے تمہیں کیا دیا ہے۔ وہ لوگ اَن پڑھ تھے جیسے خاکروب عام طور پر ہوتے ہیں۔ (اس زمانے کی بات ہے جب بیان کر رہے ہیں۔ وہ بھی آج سے ستر سال پہلے کی۔) تو آپ فرماتے ہیں کہ ''آجکل تو پھر بھی خاکروب کچھ ہوشیار ہو گئے ہیں لیکن یہ آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی) اس وقت یہ قوم بالکل ہی جاہل تھی۔ لیکن جب ان سے ہمارے چچا نے سوال کیا کہ مرزا صاحب نے تم کو کیا دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اور تو کچھ نہیں جانتے لیکن اتنی بات پھر بھی سمجھ سکتے ہیں کہ لوگ پہلے ہم کو چوہڑے کہتے تھے لیکن مرزا صاحب سے تعلق کی وجہ سے اب ہمیں مرزائی کہتے ہیں۔ گویا ہم چوہڑے تھے اب ان کے طفیل مرزا بن گئے۔ لیکن آپ پہلے مرزا تھے اور مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے چوہڑے بن گئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ''اب یہ باتیں ہیں تو بظاہر لطائف مگر ان کے اندر معرفت کا فلسفہ بھی موجود ہے۔ اِن اَن پڑھ لوگوں نے اپنی زبان سے اس مفہوم کو ادا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کے مخالفوں کو تباہ کر دیتا ہے اور ماننے والوں کو ترقی دیتا ہے۔ پس سچی بات یہ ہے کہ احمدی ہوتے ہی انسان کی عقل مذہبی امور میں تیز ہو جاتی ہے اور وہ علماء پر بھی بھاری ہوتا ہے۔ لیکن اس امر کو نظر انداز کر دو تو بھی کونسا ایسا احمدی ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ اس کے طبقے کے لوگ دنیا میں موجود نہیں بلکہ ہر احمدی اپنی عقل اور سمجھ میں کم سے کم اپنے طبقے کے ہر عیسائی، ہندو، سکھ اور غیر احمدی سے زیادہ ہوشیار ہوگا'' (یعنی مذہبی امور میں)۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 796 تا 798۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 13 دسمبر 1935ء)

احمدیوں کے اخلاص کے انوکھے انداز اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کو پورا کرنے کی خواہش اور پھر احمدیت کی وجہ سے دشمنی کا سامنا اور احمدیت کی وجہ سے ہی دشمنی کا محبت میں بدل جانے کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ''مجھے اپنے بچپن کے زمانے میں ضلع گجرات کے لوگوں کا یہاں آنا یاد ہے (یعنی قادیان آنا)۔ اس وقت سیالکوٹ اور گجرات سلسلے کے مرکز سمجھے جاتے تھے۔ گورداسپور بہت پیچھے تھا کیونکہ قاعدہ ہے کہ نبی کی اپنے وطن میں زیادہ قدر نہیں ہوتی۔ اس زمانے میں سیالکوٹ اول نمبر پر تھا اور گجرات دوسرے نمبر پر۔ مجھے گجرات کے بہت سے آدمیوں کی شکلیں اب تک یاد ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ بہت سے اس اخلاص کی وجہ سے کہ تا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنے والے بنیں کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق۔ نہ اس وجہ سے کہ انہیں مالی تنگی ہوتی، پیدل چل کر قادیان آتے۔ (مالی تنگی کی وجہ سے نہیں بلکہ الہام پورا کرنے کے لئے سیالکوٹ اور گجرات سے پیدل چل کر قادیان آتے تھے۔) ان میں بڑے بڑے مخلص تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب رکھتے تھے۔ یہ بھی ضلع گجرات کے لوگوں کا ہی واقعہ ہے جو حافظ روشن علی صاحب مرحوم سنایا کرتے تھے اور میں بھی اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک جماعت ایک طرف سے آ رہی تھی اور دوسری دوسری طرف سے (پیدل چل کے آ رہے تھے)۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ دونوں گروہ (جو ایک طرف سے آ رہا تھا، ایک دوسری طرف سے آ رہا تھا وہ دونوں گروہ) جب ایک دوسرے کو ملے تو رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ کہنے لگے کہ ایک حصہ ہم میں سے وہ ہے جو پہلے ایمان لایا۔ (ان آنے والے دو گروپوں میں سے ایک حصہ وہ تھا جو پہلے ایمان لایا) اور اس وجہ سے دوسرے حصے کی طرف سے اسے اس قدر دکھ دیا گیا۔ (اسی علاقہ کے رہنے والے تھے) اور اتنی تکالیف پہنچائی گئیں کہ آخر وہ گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر ہمیں ان کی کوئی خبر نہ تھی کہ کہاں چلے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے احمدیت کا نور ہم میں بھی پھیلایا اور ہم جو احمدیوں کو اپنے گھروں سے نکالنے والے، تھے (مخالفین تھے) خود احمدی ہو گئے۔ (پہلے بیعت کرنے والوں کو نکالنے کے بعد وہ بھی جو مخالفین تھے پھر احمدی ہو گئے۔) کہتے ہیں اب ''ہم یہاں جو پہنچے تو اتفاقاً اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہمارے وہ بھائی جنہیں ہم نے اپنے گھروں سے نکالا تھا دوسری طرف سے آ نکلے۔ جب ہم نے ان کو آتے دیکھا تو ہمارے دل اس درد کے جذبے سے پُر ہو گئے کہ یہ لوگ ہمیں ہدایت کی طرف کھینچتے تھے مگر ہم ان سے دشمنی اور عداوت کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ آج خدا نے اپنے فضل سے ہم سب کو اکٹھا کر دیا۔''
(اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف۔ انوار العلوم جلد 13 صفحہ 86، 87) پس اس وجہ سے ہم جذباتی ہو کے رو رہے تھے۔

پس یہ احمدیت کی برکات ہیں کہ بچھڑے ہوؤں کو اکٹھا کرتی ہے۔ شیطان جن کے بیچ میں رخنہ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پھر ان کو ملا دیتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی ایسے نظارے ہوں گے۔

مولویوں نے جو یہ غلط تأثر عامّۃ المسلمین کو دیا ہوا ہے کہ حضرت مسیح ہاتھ سے پرندے بناتے تھے اور پھر ان میں جان ڈالتے تھے اور وہ عام پرندوں کی طرح اڑنے لگ جاتے تھے یہ قرآن کریم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ روحانی قابلیت کے لوگوں کو تربیت دے کر اس قابل بنا دیتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف روحانی پرواز کرنے لگ جائیں۔ بہرحال ایک ایسے نظریہ رکھنے والے مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے۔ تو حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک مولوی سے پوچھا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح پرندے پیدا کیا کرتے تھے تو جو پرندے ہمیں دنیا میں نظر آتے ہیں ان میں سے کچھ خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہوں گے اور کچھ مسیح کے۔ کیا آپ ان دونوں میں کوئی امتیازی بات بتا سکتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ کون سے خدا کے پیدا کردہ ہیں اور کون سے مسیح کے۔ اس پر وہ مولوی صاحب پنجابی میں بولے۔ 'ایہہ تے ہُن مشکل اے اوہ دونوں رَل مل گئے نیں'۔ یعنی یہ کام تو اب مشکل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ اور مسیح کے پیدا کئے ہوئے پرندے آپس میں مل جُل گئے ہیں۔ اب ان دونوں میں امتیاز مشکل ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 96)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے عیسائیوں کے خلاف سخت زبان استعمال کی ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو حقیقت کچھ اور ہے۔ آپ نے خود کبھی پہل نہیں کی تھی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''بعض دفعہ جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے تو پھر کسی حد تک ان باتوں کا جواب بھی دینا پڑتا ہے۔ عیسائی ہمیشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کیا کرتے تھے اور مسلمان چونکہ ان کے حملوں کا جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ اس لئے عیسائی یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کے بانی میں عیب ہی عیب ہیں۔ اگر کسی میں عیب نہیں تو وہ یسوع کی ذات ہے۔ وہ مسلمانوں کی شرافت کے غلط معنی لیتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ ہم گند اچھالتے ہیں اور یہ نہیں اچھالتے اس لئے معلوم ہوا کہ واقعہ میں ان کے سردار میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔'' حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''دنوں کے بعد دن گزرے، ہفتوں کے بعد ہفتے، سالوں کے بعد سال اور صدیوں کے بعد صدیاں۔ سات آٹھ سو سال تک عیسائی متواتر (مسلمانوں پر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر) گند اچھالتے رہے اور مسلمان انہیں معاف کرتے رہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ اب ذرا تم بھی ہاتھ دکھاؤ اور انہیں بتاؤ کہ ہمیں تم میں کوئی عیب نظر آتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یسوع کو مخاطب کرتے ہوئے وہ باتیں لکھنی شروع کیں جو یہودی آپ کے متعلق کہا کرتے تھے یا خود مسیحیوں کی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں۔ ابھی اس قسم کی دو چار کتابیں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی تھیں کہ ساری عیسائی دنیا میں شور مچ گیا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے تم کو کہا تھا کہ تمہارا طریق اچھا نہیں مگر تم ہماری بات کو سمجھا نہیں کرتے تھے۔ آخر جب خود تم پر زَد پڑنے لگی تو تمہیں ہوش آ گیا اور تم کہنے لگے کہ یہ طریق درست نہیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ 8 دسمبر 1938ء صفحہ 6، 7 جلد 26 نمبر 283) بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تو جواب میں کئے

ہیں نہ کہ پہل کی ہے۔

پنجاب کے ایک بڑے مشہور طبیب جن کی حضرت خلیفہ اوّل بھی بڑی قدر کرتے تھے، ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ طبیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑی عقیدت رکھتے تھے لیکن اس عقیدت کے باوجود آپ کے دعوے کو نہیں مانتے تھے۔ ان کا ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ حکیم صاحب کے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو وفات مسیح کا اعلان ہے اس کی وجہ کچھ اور تھی۔ بہرحال حضرت مصلح موعود نے شروع اس طرح کیا کہ حضرت شعیب جو لوگوں سے کہتے کہ تم دوسروں کا مال نہ لوٹو۔ اپنے مال کو ناجائز کاموں میں صرف نہ کرو تو آپ کی باتوں سے آپ کی قوم حیران ہوتی تھی اور کہتی تھی کہ شعیب پاگل ہو گیا ہے اور دیوانوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) اِس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں نے (نعوذ باللہ) پاگل کہا۔ جب آپ نے وفات مسیح کا مسئلہ دنیا میں پیش کیا تو مسلمان سمجھ ہی نہ سکے کہ جب تیرہ سو سال تک سے یہ مسئلہ امت محمدیہ کے اکابر پیش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ فوت کس طرح ہو گئے۔ لوگوں کو اس مسئلے کے متعلق جس قدر یقین اور وثوق تھا وہ اس ایک واقعہ سے (حکیم صاحب کا واقعہ بیان کرتے ہیں) اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنا یقین اور وثوق تھا کہ کبھی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ پنجاب کے ایک مشہور طبیب جن کی طبّی عظمت کے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے طبیب بھی قائل تھے اور جن کا نام حکیم اللہ دین تھا۔ اور بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ ایک دفعہ ان کے پاس مولوی فضل دین صاحب بھیروی جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گہرے دوست اور نہایت مخلص احمدی تھے گئے اور انہوں نے (حکیم صاحب کو) کچھ تبلیغ کی۔ حکیم صاحب باتیں سن کر کہنے لگے۔ میاں تم مجھے کیا تبلیغ کرتے ہو، تم بھلا جانتے ہی کیا ہو اور مجھے تم نے کیا سمجھانا ہے۔ مرزا صاحب کے متعلق تو جو مجھے عقیدت ہے اس کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی تمہیں ان سے عقیدت نہیں ہو گی۔ مولوی فضل دین صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ دل میں احمدی ہیں۔ اس لئے انہوں نے کہا اس بات کو سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب سے عقیدت ہے اور میں خوش ہوں گا اگر آپ کے خیالات سلسلہ کے متعلق کچھ اور بھی سنوں۔ وہ کہنے لگے آجکل کے جاہل نوجوان بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے اور یونہی تبلیغ کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ اب تم آ گئے ہو مجھے وفات مسیح کا مسئلہ سمجھانے حالانکہ تمہیں معلوم ہی کیا ہے کہ مرزا صاحب کی اس مسئلے کو پیش کرنے میں حکمت کیا ہے؟ وہ کہنے لگے آپ ہی فرمائیے۔ انہوں نے کہا سنو! اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کتاب لکھی۔ تیرہ سو سال میں بھلا کوئی مسلمان کا بچہ تھا جس نے ایسی کتاب لکھی ہو۔ مرزا صاحب نے اس میں ایسے ایسے علوم بھر دیئے کہ کسی مسلمان کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ اسلام کے لئے ایک دیوار تھی جس نے اسے دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچا لیا لیکن مولوی ایسے احمق اور بے وقوف نکلے کہ بجائے اس کے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے اور زانوئے ادب تہہ کر کے آپ سے کہتے کہ آئندہ ہم آپ کے بتائے ہوئے دلائل ہی استعمال کیا کریں گے انہوں نے الٹا آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور اسلام کی اتنی عظیم الشان خدمت دیکھنے کے باوجود جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں اور کسی نے نہ کی یہ مولوی آپ کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگے اور اپنی علمیت جتانے لگے اور سمجھنے لگے کہ ہم بڑے آدمی ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کو غصہ آنا چاہئے تھا اور آیا۔ (یہ حکیم صاحب فرماتے ہیں۔ اب یہاں سے حکیم صاحب اپنی دلیل شروع کر رہے ہیں۔) چنانچہ انہوں نے مولویوں سے کہا کہ اچھا تم بڑے عالم بنے پھرتے ہو۔ اگر تمہیں اپنی علمیت پر ایسا ہی گھمنڈ ہے تو دیکھ لو کہ حیات مسیح کا عقیدہ قرآن سے اتنا ثابت ہے، اتنا ثابت ہے کہ اس کے خلاف حضرت مسیح کی وفات ثابت کرنا ناممکن نظر آتا ہے لیکن میں قرآن سے ہی حضرت مسیح کی وفات ثابت کر کے دکھاتا ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو اس کا ردّ کرو۔ چنانچہ انہوں نے مولویوں کو ان کی بیوقوفی جتانے کے لئے وفات مسیح کا مسئلہ پیش کر دیا اور قرآن سے اس کے متعلق ثبوت دینے لگ گئے۔ (حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ) اب مولوی چاہے سارا زور لگا لیں، چاہے ان کی زبانیں گھس جائیں اور قلمیں ٹوٹ جائیں، سارے ہندوستان کے مولوی مل کر بھی مرزا صاحب کے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مرزا صاحب نے انہیں ایسا پکڑا ہے کہ ان میں سر اٹھانے کی تاب نہیں رہی۔ (حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ) اب اس کا ایک ہی علاج ہے۔ (ویسے تو وفات مسیح کا مسئلہ کوئی نہیں۔ حیات مسیح قائم ہے لیکن مولویوں کو ٹھیک کرنے کا یعنی اس مسئلے، جھگڑے کو دُور کرنے کا ایک ہی علاج ہے) اور وہ یہ کہ سارے مولوی مل کر ایک وفد کی صورت میں حضرت مرزا صاحب کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ ہم سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بے ادبی ہو گئی ہے۔ ہمیں معاف کیا جائے۔ پھر دیکھیں مرزا صاحب قرآن سے ہی حیات مسیح ثابت کر کے دکھاتے ہیں یا نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 107، 108)

یہ بھی انہوں نے خوب من پسند تشریح کی ہے۔ اب دیکھیں کہ باوجود عقیدت ہونے کے ان میں حیات مسیح کا مسئلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں نہیں آ سکے لیکن عقیدت رکھتے تھے۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر ہو کہ اس کو زمانے کے امام کو حقیقت میں ماننے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی نظریاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ توحید کے قیام کے لئے انتہائی ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود نے آ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ کی وفات کو ثابت کر کے توحید کامل کے رستے میں جو روک تھی اسے دور کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس مسئلے پر بہت زور دیتے تھے۔ رات دن یہی ذکر فرماتے رہتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے ایک دفعہ کسی نے کہا کہ حضور اس مسئلے کو اب چھوڑ بھی دیں۔ تو حضور کو جلال آ گیا اور فرمایا کہ مجھے تو بعض اوقات اس کے متعلق اتنا جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید جنون نہ ہو جائے۔ اس مسئلے نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور ہم جب تک اسے پیس نہ ڈالیں گے آرام کا سانس نہیں لے سکتے۔ اب بھی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے۔ مگر یہ احدیت کے رستے میں روکیں ہیں جنہیں دُور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر جوش تھا۔ اور یہی وہ جوش تھا جس نے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچا اور صداقت کے لئے بنیاد قائم کر دی۔ اور ہم میں ہر ایک جسے اسلام سے محبت ہے سمجھ سکتا ہے کہ یہ محض ایک چنگاری ہے اس آگ کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی۔ اگر کوئی محسوس کرتا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اسلام کو پھیلانے کی تڑپ ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ محض ایک چنگاری ہے اس آگ کی جو حضور علیہ السلام کے دل میں تھی۔ پس ہماری تمام کوششیں اسی نقطہ پر گھومنی چاہئیں اور اسی میں محصور ہونی چاہئیں۔ لیکن اگر ہم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے تو جو کام ہم کریں گے وہ گو بظاہر توحید ہو گا مگر دراصل وہ کسی شرک کا پیش خیمہ ہو گا۔ (الفضل قادیان مورخہ 18 مئی 1943ء صفحہ 3 جلد 31 نمبر 177)

توحید بھی ہو لیکن شرک کا پیش خیمہ بھی ہو، یہ کس طرح ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ایک واقعہ پیش فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک صاحب یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ روزانہ یہ بحث کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ ان کے سر پر رومی ٹوپی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کہ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا۔ اس شخص نے بغیر کوئی شرم محسوس کئے ہوئے کہہ دیا کہ ہاں ضرور ہوا۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ وحدانیت تک جاتے ہیں اَحدیت تک نہیں پہنچتے۔ (اب یہ دو چیزیں سمجھنے والی ہیں۔ وحدانیت اور اَحدیت۔ کہ وحدانیت تک تو جاتے ہیں اور اَحدیت تک نہیں پہنچتے) جس پر پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ بیشک انسان بھی ایک حد تک خالق ہے، رازق ہے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ الگ ہے اور مخلوق الگ ہے۔ دونوں میں کوئی اتحاد ذاتی ہرگز نہیں ہے۔'' نہ ہو سکتا ہے۔

(الفضل قادیان مورخہ 18 مئی 1943ء صفحہ 3 جلد 31 نمبر 177)

واحد اور اَحد کی لغت کے حوالے سے مختصر وضاحت کر دیتا ہوں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ واحد بھی ہے اور اَحد بھی ہے۔ وحدانیت سے مراد صفات میں واحد ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک حد تک انسان پرتَو ہو سکتا ہے اور اس کی اعلیٰ ترین مثال جو کسی انسان میں آ سکتی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ لیکن صفات میں کامل تو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

اور اَحد سے مراد اللہ تعالیٰ کا اکیلا ہونا ہے اور اَحد کے مقابلے پر دوسری کسی چیز کا تصور بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حقیقی توحید اس وقت قائم ہو گی جب اَحدیت کی حقیقت کو ہم سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرتے ہوئے حقیقی توحید کے قائم کرنے والے ہوں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

ترتیب قرآن کریم

''قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔اس میں ایک نظام ہے......۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے، اس پر پورا غور نہ کیا جاوے، قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔''

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔الحکم جلد 5 نمبر 12 مورخہ 31 مارچ 1901ء)

(شہاب احمد۔ مربی سلسلہ)

دوسری و آخری قسط

ترتیب قرآن کے بارہ میں چند اعتراضات کے جوابات

ترتیب قرآن کریم کے موضوع کے دو بنیادی پہلو ہیں۔ اوّل: قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کی ظاہری ترتیب کا تاریخی پہلو۔ دوم: قرآن کریم کی معنوی ترتیب اور اس کا اسلوبِ بیان۔

ان دونوں پہلوؤں کے مطابق بعض دفعہ معترضین اعتراض کرتے ہیں۔ جبکہ اہل فکر جن میں مسلمان بھی شامل ہیں اور غیر مسلم بھی، قرآن کریم کی معنوی ترتیب اور اس کے اسلوبِ بیان پر غوروفکر کرتے ہیں۔

ایک مشہور مگر روحانی علم سے بے بہرہ مستشرق تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) نے کہا ہے:

"I must say, it is as toilsome reading as I undertook. A wearisome confused jumble, crude, incondite; endless iterations, long windedness, entanglement; most crude, incondite; insupportable stupidity, in short! Nothing but a sense of duty could carry any European through the Koran."

(Heroes, Heroe-Worship and The Heroic History by Thomas Carlyle, Pg:76-77)

ترجمہ: مجھے یہ ضرور کہنا چاہئے کہ مطالعہ قرآن میرے لئے نہایت ہی تھکا دینے والا ایک کٹھن عمل تھا جو کبھی مَیں نے اختیار کیا ہو۔قرآن کی عبارتیں اُکتا دینے والی، ژولیدہ بیانیوں سے بھرپور، بھونڈے، مُنتشر اور بے ہنگم الفاظ کا ملغوبہ، انتہائی بے ترتیبی، بے ربطی اور بدنظمی سے بھری ہوئی ہیں۔ اس میں نہ ختم ہونے والی تکرار، فقرات اور بندشیں نہایت ہی لمبی ہیں جن کی ادائیگی کے لئے ایک طویل سانس کی ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ناقابل برداشت حماقتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک یورپین اِسے صرف اس وقت پڑھ سکتا ہے جب کہ اس فرض کے ادا کرنے کے لئے اسے مجبور کیا جائے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اسی طرح قرآن کریم کی ترتیب کے بارہ میں ابن ورّاق اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Unevenness of the Koranic style....abrupt changes of rhyme; repetition of the same thyme word or rhyme phrase in adjoining verse."

(Why I am Not A Muslim, under heading, The Koran. Pg:112)

یعنی اسلوب قرآن یا طرز کلام غیر متوازن ہے۔......انداز میں بے تحاشا بدلاؤ۔ آیات میں ایک ہی قسم کے الفاظ یا جملوں کی تکرار ہے۔

ابن ورّاق اپنے اندھے پن کی وجہ سے جسے abrupt changes کہہ رہا ہے وہ دراصل قرآن کریم کا ایک معجزانہ اسلوب بیان ہے جس کا حسن غیر معمولی ہے اور ایسا بھی نہیں کہ جب اعتراض ہوا ہے تو مسلمانوں کو اس کا جواب دینے کے لئے اس مسئلہ کو زیر بحث لانا پڑا۔ نزول قرآن کے وقت سبعہ معلّقات کے اُس دور میں جب عربی زبان فصاحت و بلاغت کی رفعتوں کو چھو رہی تھی، قرآن کریم اپنی اس خصوصیت کو بآواز بلند بار بار 'تصریف آیات' کی اصطلاح کے ساتھ بیان کرتا ہے اور قاری کو دعوت دیتا ہے کہ دیکھو خدا تعالیٰ کس خوبصورت انداز میں اس مضمون کو باندھ رہا ہے کہ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ ثُمَّ ہُمۡ یَصۡدِفُوۡنَ (الانعام:47) کہ قرآن کریم کی آیات جو اللہ تعالیٰ نے مختلف اسلوب سے بیان کی ہیں انہیں دیکھ کر لوگ اپنا منہ پھیر لیتے ہیں۔

اب کوئی صاحب عقل وخرد کس طرح تسلیم کرلے کہ ابن ورّاق کی بات درست ہے او رساری عرب قوم اور پندرہ سو سال کے طویل عرصہ میں دنیا کے ہر کونے میں پیدا ہونے والے سخن فہم، اہل زبان اور اہل علم غلطی کھا گئے ہیں۔ اکثریت تو قرآن کریم کی بلاغت کے سامنے بالکل عاجز نظر آئے اور دیگر قرآن کریم کے عدیم النظیر ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کے مضامین میں تصریف اور اعادہ اور تکرار کے حقیقی فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ باربار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے۔ وہ کہتے رہیں۔ قرآن شریف کی غرض تو بیمار کو اچھا کرنا ہے۔ وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دے گا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 457)

یعنی جس قدر بیماری ہوتی ہے اُسی قدر دوا بھی دی جاتی ہے اور کوئی بھی ذی عقل انسان مریض کو بار بار دوا دیا جانا ایک لغو فعل نہیں ٹھہراتا، چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں نصیحت کو بار بار مختلف پیراؤں سے بیان کرنے کو تکرار یا بے فائدہ چیز کہا جائے۔

اسی طرح مضامین کے اعادہ کی ایک حکمت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''**قرآنی ترتیب کا یہ اصول ہے کہ وہ اپنے پہلے مضمون کو آخر میں پھر دُہراتا ہے** اور یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہاں گزشتہ بحث ختم ہوتی ہے، اور آئندہ نیا مضمون شروع ہوتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوّم صفحہ 17)

ابن ورّاق تو غیر مسلم تھا اور جس کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ اسے نورِ ایمان میں سے کچھ حاصل نہ تھا اس لئے اس نے اپنی کوتاہ نظری کی بِنا پر ایسا اعتراض کیا۔ مگر دل اس وقت خون کے آنسو روتا ہے جب مسلمان کہلانے والے نام نہاد علماء بھی ایسی سوچ کے حامل پائے جاتے ہیں۔ آج اسلام کو غیروں کی طرف سے اُتنا خطرہ نہیں جتنا ان علماءِ سُوء سے ہے جو قرآن کریم کو ایک حکیم ہستی کی طرف سے نہیں سمجھتے اور غیر ضروری طور پر کلام اللہ میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ گویا جس عبارت کو خدا تعالیٰ نے جہاں رکھا ہے، وہاں اپنے اجتہاد کی نظر میں اس کی جگہ کو غیر موزوں قرار دیتے ہوئے اس لفظ یا عبارت کو آگے پیچھے کرکے اپنے من پسند مطالب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا پھر جہاں قرآن مجید میں عام عادت سے مختلف ترتیب بیان کی گئی ہو، وہاں حکیم خدا کی طرف سے دیئے گئے علم سے اس کی حکمت تلاش کرنے کی بجائے اس لطیف نکتہ کو نہیں سمجھتے اور اس کی ترتیب تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی علماء میں سے ایک مسلمانوں کے نامور سکالر اور مفسّر علامہ ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ وہ اپنی تفسیر ''تفہیم القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''(قرآن کا مطالعہ کرکے) آدمی پریشان ہوجاتا ہے اور اسے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ غیر مُرتّب، غیر مربوط، منتشر کلام ہے۔ جو اوّل سے لے کر آخر تک بے شمار چھوٹے بڑے مختلف شذرات پر مشتمل ہے، مگر مسلسل عبارت کی شکل میں لکھ دیا گیا ہے۔ مخالفانہ نقطۂ نظر سے دیکھنے والا اسی پر طرح طرح کے اعتراضات کی بِنا رکھ سکتا ہے۔ اور موافقانہ نقطۂ نظر رکھنے والا کبھی معنی کی طرف سے آنکھیں بند کرکے شکوک سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی اس ظاہری بے ترتیبی کی تاویلیں کرکے اپنے دل کو سمجھا لیتا ہے۔ کبھی مصنوعی طریقے سے ربط تلاش کرکے عجیب عجیب نتائج نکالتا ہے۔''

(تفہیم القرآن۔ جلد اول مقدمہ صفحہ 14)

مودودی صاحب صرف اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ مزید لکھتے ہیں:

''ایک عام کتاب خواں کی سی ذہنیت لے کر جب ہم میں سے کوئی شخص قرآن کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو اسے کتاب کے موضوع، مدعا اور مرکزی مضمون کا سراغ نہیں ملتا۔ اس کا اندازِ بیان اور طرزِ تعبیر بھی کچھ اجنبی سا محسوس ہوتا ہے، اور اکثر مقامات پر اس کی عبارت کا پس منظر بھی اُس کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متفرق آیات میں حکمت کے جو موتی بکھرے ہوئے ہیں ان سے کم وبیش مستفید ہونے کے باوجود آدمی کلام اللہ کی اصلی روح تک پہنچنے سے محروم رہ جاتا ہے اور علمِ کتاب حاصل کرنے کے بجائے اس کو کتاب کے محض چند منتشر نکات وفوائد پر قناعت کرلینی پڑتی ہے۔ بلکہ اکثر لوگ جو قرآن کا مطالعہ کرکے شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں ان کے بھٹکنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فہم کتاب کے ان ضروری مبادی سے ناواقف رہتے ہوئے جب وہ قرآن کو پڑھتے ہیں تو اس کے صفحات پر مختلف مضامین انہیں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بکثرت آیات کا مطلب اُن پر نہیں کھلتا۔ بہت سی آیات کو دیکھتے ہیں کہ بجائے خود نور حکمت سے جگمگا رہی ہیں مگر سیاقِ عبارت میں بالکل بے جوڑ محسوس ہوتی ہیں۔'' (تفہیم القرآن۔ جلد اوّل مقدمہ صفحہ 15)

مزید برآں مولانا نے اِس کا جو حل پیش کیا ہے، وہ پڑھنے کے لائق ہے۔ لکھتے ہیں:

''یہ قرآن اس نوعیّت کی کتاب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت اِسے لکھ کر محمد ﷺ کو دے دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اِسے شائع کرکے لوگوں کو ایک خاص رویۂ زندگی کی طرف بلائیں۔ نیز یہ اس نوعیت کی کتاب بھی نہیں ہے کہ اس میں مصنّفانہ انداز پر کتاب کے موضوع اور مرکزی مضمون کے متعلق بحث کی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے اور نہ کتابی اُسلوب۔''

(تفہیم القرآن۔ جلد اول مقدمہ صفحہ 21)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حال ہے مسلمان نام نہاد علماء کا۔

اس زمانہ کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ایمان کو ثریّا سے لا کر اس دنیا میں دوبارہ قائم فرمایا وہیں کلام اللہ کا مرتبہ بھی آپ کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ آپ نے ہی مسلمانوں میں رائج قرآن کریم کے بارہ میں ناسخ منسوخ اور تقدیم و تاخیر جیسے عقائد کی درستی فرمائی اور تفسیر القرآن کے سنہری اصول دنیا کے سامنے وضع فرمائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف کی ظاہری ترتیب پر جو شخص دلی یقین رکھتا ہے اس پر صدہا معارف کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور صدہا باریک در باریک نکات تک پہنچنے کے لئے یہ ترتیب اس کو رہنما ہوجاتی ہے اور قرآن دانی کی ایک کُنجی اس کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ گویا ترتیب ظاہری کے نشانوں سے قرآن خود بتلاتا جاتا ہے کہ دیکھو! میرے اندر یہ خزانے ہیں۔ لیکن جو شخص قرآن کی ظاہری ترتیب سے منکر ہے وہ بلاشبہ قرآن کے باطنی معارف سے بھی بے نصیب ہے۔''

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 456 حاشیہ در حاشیہ)

سبحان اللہ۔ یہ کیسا فضل الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنی طرف سے مبعوث فرماتا ہے تو اس کو ایسی باتیں سکھلاتا ہے جس کی طرف دنیا کی نظر نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ عقیدہ الہام الٰہی کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا تھا کہ:

'' وَرڈس اوف گوڈ کین ناٹ ایکس چینج ''

(Words of God can not exchange.)

(تذکرہ۔ صفحہ 78)

یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمات ایک دوسرے کی جگہ سے بدلے نہیں جاسکتے۔

پس اس عقیدہ پر الہام الٰہی کی روشنی میں بنیاد رکھی گئی اور آج خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ وہ قرآن مجید اور فرقان حمید کو اللہ رب العزت کا ایسا زندہ کلام یقین کرتی ہے جس کا ایک شعشہ منسوخ یا تبدیل شدہ نہیں۔ نیز جس ترتیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا وہ اس وقت کے لحاظ سے نہایت پُرحکمت تھی اور اس کی جو دائمی ترتیب اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے وہی ہمارے لئے سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ ذرا سے غور اور تدبّر سے ہم دوران مطالعہ ان ترتیب وار مضامین کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

ترتیب قرآن غیروں کی نظر میں

بعض عیسائی مستشرقین بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی سورتوں کی مکمل ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قائم فرمادی تھی اور اس بات میں بھی کوئی کمی باقی نہ تھی۔ مثلاً John Burton کہتا ہے:

(the Qur'an as we have today is) "the text which has come down to us in the form in which it was organized and approved by the Prophet."

(The Collection of Qur'an, Cambridge University Press, 1977, pg: 239)

ترجمہ: قرآن کریم کا جو نسخہ ہم تک پہنچا ہے، وہ بلا شبہ اسی صورت میں ہے جو نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود مرتب کروایا اور اس کی منظوری عطا فرمائی۔

ایک فرانسیسی مستشرق ''ڈاکٹر موریس بوکائی Dr.

La Bible, Le نے ''Maurice Bucaille Coran, Et La Science کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں قرآن اور بائبل میں دی گئی سائنسی معلومات کا جدید تحقیقات کی روشنی میں موازنہ کیا گیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ثناء الحق صدیقی نے کتاب میں مذکور مقدس اسماء کے ساتھ احترام کے القابات کے اضافہ سے ''بائبل، قرآن اور سائنس'' کے نام سے کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ فرانسیسی عیسائی لکھتا ہے:

''قرآن وحی کا وہ اظہار ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ جس کو فوراً قلمبند کرلیا گیا اور اہل ایمان نے حفظ کرلیا......خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سورتوں میں ترتیب قائم کی۔''

(بائبل، قرآن اور سائنس صفحہ 18)

جارج سیل کہتا ہے:

"The style of the Quran is generally beautiful and fluent."

(The Koran, Preface to The Preliminary Discourse and Translation, Section III, P.48)

کہ عمومی طور پر قرآن کریم کا طرز تحریر خوبصورت اور سلیس ہے۔

جرمن زبان کا مشہور انشاء پرداز گوئٹے جسے جرمن زبان کا شیکسپئر کہا جاتا ہے، لکھتا ہے:

"However, often we turn to it at first disgusting us each time afresh, it soon attracts, astounds and in the end inforces over reverence...Its style, in accordance with its contents and aim, is stern, grand, terrible- ever an anon truly sublime....Thus this book will go on excercising through all ages a most potent influence."

''قرآن کریم کی عبارت پہلے پہل پڑھنے والے کو بے جوڑ اور بے ربط معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جونہی کہ وہ اسے مکرّر پڑھتا اور اس پر زیادہ غور کرتا ہے تو وہ ہمیشہ اُسے معارف کی گہرائیوں میں لے جاتی ہے اور بہت ہی اعلیٰ معلوم ہوتی ہے......اور بالآخر وہ پڑھنے والا اس کے محیرالعقل انداز بیان اور معجزانہ حسن ونظم میں بالکل کھو کر رہ جاتا ہے۔''

(A Dictionary of Islam, Thomas Patrich Hughes Pg: 526)

(ریویو آف ریلیجنز۔ مئی 1933ء صفحہ 12)

تعارف ترتیبِ قرآن اور نظمِ قرآن

قرآن کریم کی عظیم الشان خوبیوں میں سے ایک خوبی اس کی حیرت انگیز ترتیب ہے۔ جس طرح سائنس کئی dimentions بیان کرتی ہے، اسی طرح مطالعہ قرآن کریم کی بھی کئی dimentions ہیں۔ جس طرف سے بھی دیکھیں نئے نئے مطالب اور فصاحت و بلاغت کے نمونے سامنے آتے ہیں۔ ترتیب قرآن بھی انہی میں سے ایک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ترتیب قرآن کریم کے مضمون کی طرف عالم اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ سورۃ المومنون کی پہلی آیات کی شہرۂ آفاق تفسیر میں ترتیب ایک عظیم الشان انداز میں بیان فرمائی۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ترتیب قرآن کے مضمون کو خوب بیان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے دیگر متعدد بزرگان بھی قرآن کے مضامین کا آپس میں ربط اور تعلق کے بیان میں حقائق و معارف سے پردہ اٹھاتے ہیں اور ان کے مختلف مضامین بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان شخصیات میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحبؓ، مکرم مولانا ظفر محمد صاحب فاضل (سابق استاذ جامعہ احمدیہ)، مکرم مولانا عبدالطیف صاحب بہاولپوری اور استاذی المکرّم سید میر محمود احمد صاحب ناصر (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ) کے نام شامل ہیں۔

یہ مضمون اپنے اندر کئی جہات رکھتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کرنے والی ایک نظر ایسی ہے جو مختلف سورتوں کے گروپس بناتی ہے۔ مثلاً ایک مشہور ترتیب حروف مقطعات کے حوالہ سے ہے کہ جو سورتیں ایک مقطعہ کے تحت ہیں یا ان میں ایک ہی مقطعہ دوہرایا جارہا ہے، ان کا مضمون ایک ہی طرح کا ہے۔ اس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔

اسی طرح ایک نظر سورتوں کی آپس میں ترتیب کا تذکرہ کرتی ہے۔ ایک کے بعد دوسری سورت کے مضمون کا آپس میں کیا تعلق ہے اور ان کے آگے پیچھے آنے میں کیا کیا حکمتیں ہیں؟ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس حوالہ سے بھی تفسیر کبیر میں کئی مقامات پر روشنی ڈالی ہے۔ سابق مفسرین میں سے علامہ ابو حیان اندلسی (مصنف البحرالمحیط) نے اس طرز پر ترتیب کے مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

پھر ترتیب کی ایک طرز یہ ہے کہ چند آیات یا رکوعات مل کر ایک مضمون بناتے ہیں جس کا ترتیب کے لحاظ سے گزشتہ اور اگلے مضمون سے تعلق ہوتا ہے۔

اسی طرح ہر آیت کا اپنا بھی ایک مضمون ہے، جسے سیاق وسباق کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے اور آیت میں موجود الفاظ بھی اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی خصوصیت کے لحاظ سے موجود ہیں۔ جس طرح ایک زنجیر کی تمام کڑیاں ایک دوسرے سے منسلک ہوتی ہیں، جس کے بغیر زنجیر مکمل نہیں ہوتی، اسی طرح قرآن کریم کی ہر آیت اپنے سے پہلی اور اپنے سے بعد والی آیت سے منسلک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرز پر بہت سے مقامات پر روشنی ڈالی ہے۔

....

الغرض ترتیب قرآن ایک دلچسپ مضمون ہے جو قرآن کریم کے حقائق ومعارف کو ذرا سے غور کرنے والے پر واضح کرتا ہے۔ یہ مضمون اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی خصوصیت ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل ارشادات واقتباسات سے ظاہر ہے۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''خاتم النبیّین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اس لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اُس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے اُسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے۔ اور آپ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہوگئے اسی طرح اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہوگئے۔ آپ خاتم النّبیّین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ **جس قدر مراتب اور وجود اعجاز کلام کے ہوسکتے ہیں اُن سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت۔ کیا باعتبار ترتیب مضامین۔ کیا باعتبار تعلیم۔ کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم۔ کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم۔** غرض جس پہلو سے دیکھو اُسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ پیشگوئیاں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 37-36)

....

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

''قرآن شریف اوّل سے خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک سمندر کی طرح اس کی روانی ہے جس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بشر کے کلام کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور چونکہ یہ کلام کسی خاص مکان کے واسطے تھا اور نہ کسی خاص قوم کے واسطے جیسا کہ توریت انجیل وغیرہ دیگر کتب سماوی ہیں۔ اس واسطے اس میں شانِ نزول ساتھ ساتھ نہ لکھے گئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے یہی چاہا کہ اس بات کی حفاظت بھی پورے طور سے نہ ہوئی کہ یہ آیتیں کب اور کس کے حق میں اوّل نازل ہوئی تھیں یہاں تک کہ ترتیبِ نزولی بھی خدا تعالیٰ نے قائم نہ رہنے دی۔ **قرآن شریف کی ترتیب اور اس کے درمیان شانِ نزول اور مقامِ نزول کا نہ لکھا جانا خود اس بات کی ایک بڑی بھاری دلیل ہے کہ یہ کتاب برخلاف دیگر کتبِ سماوی کے تمام زمین کے واسطے اور قیامت تک سب زمانوں کے واسطے اور سب قوموں کے واسطے خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔''** (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 476)

....

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

''قرآن کریم کی دوسری ظاہری خوبی اس کی اعلیٰ درجہ کی ترتیب ہے۔ ترتیب کا اعلیٰ ہونا بذاتِ خود روحانیت سے تعلق نہیں رکھتا، کیونکہ مجرد ترتیب انسانی کلام میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ترتیب ایک ظاہری خوبی ہے جو کسی کلام کو خوبصورت بنادیتی ہے۔ اور اس خوبی کے لحاظ سے بھی قرآن کریم تمام دوسری کتب سے افضل ہے۔ **بظاہر وہ ایک بے ترتیب کلام نظر آتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایک اعلیٰ درجہ کی ترتیب موجود ہے۔ بلکہ جہاں سب سے بڑھ کر بے ترتیبی نظر آتی ہے وہاں سب سے زیادہ ترتیب ہوتی ہے۔** اور یہی اس کی بہت بڑی خوبی ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسی کتاب نہیں لکھ سکتا جو بظاہر تو بے ترتیب ہو مگر غور کرنے سے اس میں اعلیٰ درجہ کی ترتیب پائی جاتی ہو۔ پس اس حسن میں بھی قرآن کریم نہ صرف دوسری کتب کے مشابہ ہے، بلکہ ان سے افضل ہے۔''

(فضائل القرآن (2)۔ انوار العلوم جلد 11 صفحہ 126)

....

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

''قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے۔ جس زاویہ سے بھی دیکھیں اس کی عظمتیں انسانی ذہن سے بالا ہیں۔ ایک عظمت اس کی یہ ہے کہ چھوٹی سی یہ ہدایت ہے، بڑی کتاب نہیں۔ قرآن کریم کی شریعت قرآن کریم کے الفاظ جو ہیں عربی کے جس میں قرآن کریم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ کی وحی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، یہ بہت چھوٹی کتاب ہے اور اس سے ایک سہولت یہ پیدا کی گئی کہ امت مسلمہ میں ہر صدی میں لاکھوں ایسے بچے اور بڑے پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن عظیم کو زبانی یاد کرلیا، حفاظ کہلائے جاتے ہیں۔ تو حفظ کیا انہوں نے قرآن کریم۔ اور اگر یہ حجم کے لحاظ سے بڑی ہوتی تو اس کو حفظ کرنا آسان نہ ہوتا۔ اگر یہ اپنی ترتیب کے لحاظ سے اس سے مختلف ہوتی جو ہمیں نظر آتی ہے تب بھی یاد نہ ہوسکتی۔ مثلاً اگر کوئی بچہ قرآن کریم کا ایک صفحہ یاد کرنے پر جتنا وقت خرچ کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس سے دس گنا زیادہ وقت بائبل کے ایک صفحے کو یاد کرنے پر خرچ کرے تو بائبل کا ایک صفحہ یاد نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ ترتیب ہی ایسی ہے کہ انسان کا دماغ اپنے حافظہ میں اسے محفوظ کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ کوئی حسن اور ترتیب الفاظ کے لحاظ سے اور...... معانی کے لحاظ سے نہیں پائی جاتی اس قسم کی کہ انسان آسانی سے اسے یاد کرسکے۔

اس چھوٹی سے کتاب میں انسان کی ساری ضرورتیں ہر نسل انسانی کی ہر ضرورت قیامت تک کے لئے جو تھی وہ پوری کردی گئی اور ہر روح جو بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک انسانی جسم میں پیدا کی گئی، اس کی پیاس کو بجھانے کے لئے یہ چھوٹی سی کتاب جو ہے وہ کافی ہے۔''

(خطاب فرمودہ 6 مئی 1982ء۔ مطبوعہ مشعل راہ جلد دوم صفحہ 587-586)

....

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

''قرآن کریم کی تفسیر کا سب سے عمدہ طریق تو یہی ہے کہ وہ کثیر تعداد میں روایات جو شانِ نزول کی بحثیں کرتی ہیں ان کو کلیۃً نظرانداز کرکے قرآن کریم خود جو اپنے مضمون کو اٹھاتا ہے اور ربط کے ساتھ آگے بڑھاتا ہے اور سارا ماحول روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی کی روشنی میں آگے بڑھا جائے اور اس صورت میں کسی روایت کا احتیاج باقی نہیں رہتا۔''

(درس القرآن یکم رمضان بمطابق 2 فروری 1995ء)

....

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’پس حقِ تلاوت ادا کرنے والے وہی لوگ ہوں گے جو فی زمانہ اس مہدی کی جماعت میں شامل ہو کر قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے بھی ہوں گے۔ پس یہ ذمہ داری ہے ہر احمدی کی کہ وہ اپنے جائزے لے کہ کس حد تک ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھادھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ’’ق‘‘ اور ’’ع‘‘ کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے، اس پر پورا غور نہ کیا جاوے، قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔‘‘ (الحکم جلد 5 نمبر 12 مورخہ 31 مارچ 1901ء صفحہ 3)۔ پس یہ ہے تلاوت کا حق جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7 مارچ 2008ء۔ مطبوعہ الفضل 22 اپریل 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام نصائح پر عمل کرتے ہوئے قرآن کریم کو سمجھتے ہوئے اس کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مالی کے ریجن کولی کورو میں
آئمہ کلاس، ریجنل جلسہ و یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(رپورٹ: فاتح الدین احمد۔ مبلغ سلسلہ مالی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 17 اکتوبر 2014ء کو Gouni گونی جماعت میں ایک بڑا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں ریجن کے مختلف مقامات سے کل 652 (چھ سو باون) افراد نے شرکت کی۔ جس میں بڑی تعداد میں شہر کی معزز شخصیات اور مختلف گاؤں کے آئمہ و نائب آئمہ کرام نے بھی شرکت کی۔ بماکو سے اس جلسہ میں مکرم عمر معاذ صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کے ساتھ 17 سے 19 / اکتوبر ہمیں ایک تین روزہ آئمہ ٹریننگ کلاس منعقد کرنے کی بھی توفیق ملی ہے۔ جس میں 35 مقامات سے کل 53 آئمہ و نائب آئمہ نے شرکت کی۔ اس کلاس میں آئمہ کو مختلف مضامین پڑھائے گئے۔ جن میں اختلافی مسائل، نماز اور دیگر فقہی مسائل وغیرہ شامل تھے۔ کلاس کے تینوں دن رات کو پبلک تبلیغ اور مجلس سوال و جواب منعقد کی جاتی تھی جس میں بڑی کثرت سے لوگ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ تینوں دن نماز تہجد اور دروس کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس کلاس اور جلسہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ اور آئمہ نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ ان پروگرامز کے بعد 20 افراد کو بیعت کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پروگرامز کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو دین میں استقامت اور ترقی عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت کی ترقی کے لئے مقبول خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

....

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ریجن کولی کورو کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ بخیر و خوبی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ سالانہ مؤرخہ 21 اور 22 نومبر 2014ء منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اس جلسہ میں ریجن کے دور اور نزدیک کے 34 مقامات سے کُل 514 افراد نے شرکت کی۔ اس جلسہ سے پہلے متعدد وقار عمل کروا کے جلسہ گاہ کو بہتر طور پر تیار کیا گیا۔ جلسہ کے لئے مختلف میٹنگز کر کے تمام شعبہ جات کو کام کے حوالہ سے بریفنگ دی گئی۔ اس جلسہ سے پہلے بڑی تعداد میں ریجن میں جلسہ کے دعوتی کارڈ اور پروگرامز تقسیم کئے گئے۔ اس جلسہ کے لئے خصوصی دعوت کے ذریعے ریجن کی حکومتی شخصیات کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ سے پہلے جلسہ گاہ کو بہت خوبصورت طور پر مزین کیا گیا۔

اس جلسہ میں بماکو سے مکرم عمر معاذ صاحب بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ جلسہ کا آغاز 21 نومبر کو بعد نماز جمعہ ہوا۔ جلسہ کی ابتدائی تقریر مکرم عبدالرحمٰن صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد اسلام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، صداقت حضرت مسیح موعودؑ، احمدیہ اسلام میں چندے کی اہمیت، نظامِ خلافت اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ جلسہ کے دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی جس میں بھاری تعداد میں خواتین اور احباب نے شمولیت کی۔ جلسہ کی رات ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد کی گئی۔ جس سے تمام شرکاء مستفیذ ہوئے۔ اس جلسہ کی کارروائی احمدیہ ریڈیو نور کے ذریعے لائیو نشر کی گئی۔

اس جلسہ میں بھاری تعداد میں ریجن کی اعلیٰ حکومتی شخصیات نے بطور VIP مہمانان شمولیت کی۔ جن میں ریجن کولی کورو کے دو میئر صاحبان، کولی کورو کی جندرم میری کے نمائندے، مختلف شعبہ جات کے ڈائریکٹر صاحبان، مختلف سکولوں کے تین ڈائریکٹر صاحبان، مختلف کالجز کے تین پروفیسرز، تین ڈاکٹر صاحبان، صوبے کے گورنر صاحب کے سابق سیکرٹری جنرل صاحب، صوبے کے نائب گورنر صاحب کی اہلیہ محترمہ، صوبے کے چرچ کے نمائندے، مختلف تین پرائیویٹ ریڈیوز کے ڈائریکٹر صاحبان، مختلف گاؤں اور مقامات کے آئمہ اور نائب آئمہ کرام شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس جلسہ میں مالی کے دارالحکومت سے تشریف لائے ہوئے جماعت احمدیہ مالی کے پہلے صدر خدام الاحمدیہ اسحاق ترورے صاحب اور دیگر احباب بھی شریک ہوئے۔

یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور ہر ایک شامل ہونے والے نے اس جلسہ کی بیحد تعریف کی۔ جلسہ کے بعد ایک بڑی تعداد میں شاملین نے بیعت بھی کی۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اس کے دُوررس نتائج سے نوازے۔

....

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر جماعت احمدیہ کولی کورو کو تین بڑے جلسہ ہائے مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی ہے۔ یہ جلسے کولی کورو (Koulikoro)، گونی (Gouni) اور دنمبا (Dounba) میں منعقد کئے گئے جن میں افراد جماعت کی ایک بھاری تعداد نے شرکت کی۔ ان جلسوں کا ریجن پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ ان جلسوں کے ذریعے ایک بڑی تعداد تک پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ پہنچانے کا موقع ملا ہے۔ ان جلسوں کی مجموعی حاضری 718 تھی۔ جن میں بڑی تعداد میں شہر کی اعلیٰ شخصیات نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسے بہت کامیاب رہے۔ اور ان کے ذریعے ایک بھاری تعداد کو فضائل حضرت مصلح موعودؓ بتانے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ احمدیہ ریڈیو نور کے ذریعے پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق مختلف پروگرام پیش کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے نیک اور دُوررس نتائج برآمد فرمائے اور ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کے مطابق اپنی اور اپنی جماعت کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تاریخ احمدیت گھانا

گھانا میں اسلام احمدیت کا آغاز 1921ء میں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا میں اسلام احمدیت کو قائم ہوئے 2021ء میں ایک سو سال پورے ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ لہٰذا جماعت احمدیہ گھانا نے مرکز کی منظوری سے صدسالہ جشن تشکر منانے کے لئے تیاری شروع کردی ہوئی ہے۔ اسی ضمن میں جماعت احمدیہ گھانا اپنی سوسالہ تاریخ بھی مرتّب کر رہی ہے۔

احمدیت کے آغاز سے لے کر اب تک سلسلہ کے مبلغین کرام، ڈاکٹرز صاحبان، اساتذہ کرام اور دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے بہت سارے احباب جماعت کو وقتاً فوقتاً گھانا میں خدمت کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ اس لئے ایسے تمام احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ اپنا مکمل تعارف (مع پاسپورٹ سائز فوٹو) اور آپ کے گھانا میں عرصۂ خدمت کے دوران کوئی ایسی معلومات یا آپ کے اپنے تجربات وغیرہ جو آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ گھانا کی تاریخ کا حصہ بننے چاہئیں، ہمیں ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ نیز آپ کے عرصۂ خدمت کے دوران اگر کوئی اہم تصاویر وغیرہ آپ کے پاس ہوں تو وہ بھی Scan کر کے بذریعہ ای میل ارسال فرمائیں۔

نیز ایسے بزرگان جنہیں گھانا میں نمایاں خدمات کی توفیق عطا ہوئی ہے اور وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں ان کے بچوں اور دیگر عزیزان کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر ان کے پاس اپنے بزرگوں کے بارہ میں گھانا سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات ہوں تو ہمیں ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

مکرم حمیداللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا کو چیئرمین کمیٹی برائے تدوین تاریخ احمدیت گھانا مقرر کیا گیا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ تاریخی مواد وغیرہ بھجوانے کے سلسلہ میں یا کسی بھی قسم کی معلومات کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر چیئرمین کمیٹی سے رابطہ فرمائیں:

Postal Address: Hameed Ullah Zafar. P.O.Box 230, Mankessim C/R. Ghana
Phone No.: +233-242612793
e-mail: principal@jamiatulmubashireen.org; hameedzafar@yahoo.com

(الحاج مولوی محمد بن صالح۔ امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ غانا)

بقیہ: احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (یو کے) کی سالانہ میٹنگ ......از صفحہ نمبر 2

اقدام قرار دیا۔ اب یہ کانفرنس برطانیہ کی نیشنل اور انٹرنیشنل میٹنگز میں شمار ہوتی ہے۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے فرسٹ ایڈ کے کام کے بارے میں نیشنل جنرل میں مضمون چھپنے کا بھی ذکر کیا۔

اس کے بعد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 مردوں اور 14 خواتین کو انعامات اور سرٹیفکیٹس سے نوازا جو اُن کو اُن کے میڈیکل کے وقار عمل اور اُن کی تعلیمی کامیابی پر دیئے گئے تھے۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایسوسی ایشن سے انگریزی زبان میں اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں Scientific Equipment Fund کے لئے احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یو کے کو تحریک فرمائی اور محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے اُسی شام 49 ہزار پاؤنڈ اکٹھے ہوئے۔ اس میں ایک ممبر نے تیس ہزار پاؤنڈ پیش کرنے کی توفیق پائی تھی۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل اردو ترجمہ ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کی آئندہ کسی اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد ڈنر پیش کیا گیا۔ اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’چاہئے کہ جو شخص کسی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرّر ہو تو وہ لوگوں سے خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، نرمی اور اخلاق سے پیش آئے کیونکہ اس میں .... خود اس کی بھی بہتری ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 533)

’پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے‘ کے نیوز لیٹر کا تعارف

"Pan-African News"

(تعارف : ناصر محمود پاشا)

برّاعظم افریقہ میں احمدیت کا سورج طلوع ہوئے قریباً ایک صدی بیت جانے کو ہے۔احمدیت کا بیج افریقی ممالک میں جس سرعت سے پھیلا اور نہ صرف مشرقی افریقہ کے تمام ممالک اور مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں جلد ہی ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا بلکہ جب افریقن احمدی مختلف وجوہات کی بِنا پر دنیا کے دیگر خطّوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تو بھی وہ اپنے روایتی سادہ، پُرخلوص اور شیریں احساسات اور دین سے عقیدت کے جذبات کو اپنے ہمراہ لائے۔ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ افریقہ سے ہجرت کرکے ترقی یافتہ ممالک میں بسنے والے افریقی احمدیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ چنانچہ یورپ میں بھی کثرت سے ایسے احمدی ملتے ہیں جو کسی زمانہ میں افریقہ سے ہجرت کرکے یہاں آبسے تھے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ یہاں پر ہی اُن کی نسلیں پروان چڑھیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان احمدیوں کے سینوں میں ایمان کی شمع نہ صرف جلتی رہی بلکہ وہ اس روشنی کے مزید پھیلانے اور اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے بھی ہر پہلو سے سرگرم عمل رہے اور اس مقصد کے لئے ہر قسم کی قربانیاں بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔اس کی ایک مثال Pan-African Ahmadiyya Muslim Association UK کی ہے۔

پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُوررَس نگاہ نے اپنے دورِ ہجرت کے آغاز میں ہی یعنی 15 اگست 1984ء کو رکھی تھی۔قواعد کے مطابق برطانیہ میں رہنے والا ہر احمدی اس ایسوسی ایشن کی رُکنیت حاصل کرسکتا ہے۔اس تنظیم کے قیام کا پہلا مقصد یہی تھا کہ برطانیہ میں آباد افریقن نسل سے تعلق رکھنے والے تمام احمدیوں کی تعلیمی، اقتصادی، اخلاقی اور معاشرتی بہبود کے لئے کام کیا جائے۔ دوسرا مقصد اس تنظیم کے قیام سے یہ تھا کہ ایسے احمدیوں کو جماعتی نظام کے قریب لایا جائے جو افریقہ سے اپنی ہجرت کے بعد سے احمدیت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم نہیں رکھ سکے تھے اور یہ سعی کی جائے کہ اُن کے دلوں میں روشن دین اسلام کی شمع پر جمنے والی گرد کی تہہ کو اُتار کر انہیں اُن کے مخلص آباء کے رنگ میں رنگین بنایا جاسکے۔اسی طرح اس تنظیم کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی قرار پایا کہ افریقہ کے نامور دانشور طبقہ سے رابطہ کرکے افریقی عوام کی ترقی اور بہبود کے منصوبوں پر کام کرنے کے لئے مشاورتی طرز پر اقدام کئے جائیں۔

’پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے‘ کے ابتدائی ممبران میں مکرم الحاج اسماعیل بی کے آڈو صاحب شامل تھے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایسوسی ایشن کی صدارت کی ذمہ داری بھی سپرد کی۔اُن کے علاوہ مکرم الحاج حمزہ Adesanu صاحب نائب صدر، مکرم الحاج Ataoppau صاحب ایڈیشنل نائب صدر اور مکرم مشہود Arthur صاحب جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ان سب مخلصین نے کئی سال تک ایسوسی ایشن کے کام کو مثبت انداز میں کامیابی سے آگے بڑھانے کی توفیق پائی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

PAN-AFRICAN NEWS

PAAMA UK

Inaugural Edition

www.paama.org.uk

CONTENTS

Quotes 2
Friday Sermon Summary 3
Suggested Prayers 4
Khilafat Day Message 5
Message from President 6
Brief History of PAAMA UK 7
Resolution of Condolence 8
Office Bearers 10
First General Meeting 11
Lajna Section 11
Secular Matters 12

UPCOMING EVENTS

9th August 2014: Eid Milan Family Picnic Day
6th October 2014 Eid-ul-Adhia
29th-31st August 2014 Jalsa Salana UK
7th September 2014 Pan-African Post Jalsa Dinner Reception
18th-20th October 2014 Majlis Ansarullah Ijtema
24-26th October 2014 Lajna Imaillah Ijtema
2nd November 2014 National Peace Symposium

Special Message from Huzur Aqdas (aba)

MIRZA MASROOR AHMAD HEAD OF THE AHMADIYYA COMMUNITY IN ISLAM

3rd July 2014

Message for the readers of newsletter "Pan African News"

O ye evergreen saplings of the Promised Messiah

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

My message to the Pan African Association is that Africans from all countries of Africa should sit down together. There should be one platform where our people should sit together and others should also be invited to sit amongst us. They should be introduced to the Ahmadiyya Muslim Community and to facilitate this, seminars and other programmes should be organised.

In pursuance of this objective, it is necessary to activate the Pan African Association. I hope that you will work to attain this objective.

One should conduct oneself in such a way lest one makes an error of judgment that may bring one's Faith in disrepute. Even if one has to suffer worldly loss for the honour of faith one should be willing to endure it. We should ask ourselves whether we are discharging our commitment to sacrifice time, wealth and honour for the sake of our Faith, Country and Nation to the best of our abilities. I pray that Allah enables you to not only remain steadfast to your Faith at all times but to set such standards that future generations can emulate with pride.

May Allah make these relations between the members grow stronger and may their closeness to Allah grow nearer.

والسلام

MIRZA MASROOR AHMAD
Khalifatul Masih V

FEATURE SPECIAL MESSAGE Delivered on Khilafat Day by Huzur Aqdas (aba) Page 5

FEATURE HISTORY OF PAAMA A brief look at the origins of the Pan-African Ahmadiyya Muslim Association UK Page 7

FEATURE RESOLUTION OF CONDOLENCE Maulana Abdul Wahab Adam Sahib – Amir Jama'at, Ghana Page 8

’پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے‘ کے پہلے نیوز لیٹر کا عکس

آغاز میں ہی اس تنظیم کے زیراہتمام جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر پَین افریقن سالانہ ڈنر بھی باقاعدگی سے منعقد ہونے لگا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں افریقن نمائندگان اپنے ممالک میں ہونے والے بعض اہم ترقیاتی امور کو پیش کرتے اور اس طرح مختلف ممالک کے افریقن احمدیوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے، شناسائی حاصل کرنے اور ایک دوسرے سے رابطہ میں رہ کر افریقی ممالک کی بہبود کے لئے اکٹھے کام کرنے کے مواقع ملنے لگے۔ اس تنظیم کے زیرانتظام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ کئی مجالس سوال وجواب بھی منعقد کی گئیں۔

2009ء میں مکرم الحاج اسماعیل بی کے آڈو صاحب کے مستقل طور پر غانا واپس چلے جانے کے بعد ایسوسی ایشن کے انتخابات منعقد ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم عیسیٰ احمد Wemah صاحب کی منظوری بطور صدر عطا فرمائی۔ آپ کے دَور میں ہونے والے نمایاں کاموں میں افریقی ممالک کی آزادی کی پچاسویں سالگرہ منانے کی تقریبات شامل ہیں جنہیں "Africa at 50" کا نام دیا گیا۔

19 اپریل 2014ء کو ایسوسی ایشن کے انتخابات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ٹومی کالون (Tommy Kallon) صاحب کی منظوری بطور صدر عطا فرمائی۔ اس دَور کے ابتداء میں ہی برطانیہ میں مقیم افریقن احمدیوں کے مشورے سے متعدد نئی انتظامی اصلاحات کی طرف توجہ دی گئی اور مزید احباب کو متفرق ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں۔ ایک اہم کامیابی "Pan-African News" کے نام سے ایک نیوز لیٹر کا اجراء بھی ہے۔ 2014ء میں ہی یہ نیوز لیٹر منظر عام پر آیا ہے جس میں گنتی کے چند صفحات میں گویا دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے سرورق کی زینت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ممبرانِ ایسوسی ایشن کے نام ایک مختصر خصوصی پیغام ہے۔ سرورق پر ہی آئندہ آنے والی اہم جماعتی تقاریب کی فہرست دی گئی ہے۔ اندرونی صفحات میں قرآن کریم، حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے مختصر نکات کے انتخاب کو پیش کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ ہے۔ اسی طرح حضور انور کی بیان فرمودہ خصوصی دعاؤں کی تحریک ہے۔ پھر گزشتہ سال یوم خلافت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی پیغام کا احوال ہے جو حضور انور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے سٹوڈیو میں جاری عرب بھائیوں کے پروگرام کے دوران تشریف لاکر ارشاد فرمایا تھا۔ اگلے صفحہ پر صدر ایسوسی ایشن مکرم ٹومی کالون صاحب کا پیغام ہے۔ اس کے بعد ایسوسی ایشن کی مختصر تاریخ کا بیان ہے۔ اگلے دو صفحات میں (برّاعظم افریقہ کے نہایت قابل قدر وجود) محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغام کے علاوہ مرحوم کی یادوں کی چند جھلکیاں بھی پیش کی گئی ہیں۔ پھر ایسوسی ایشن کے موجودہ عہدیداران کی تفصیل ہے اور اس کے بعد مکرم ٹومی کالون صاحب کے زیرصدارت منعقد ہونے والی پہلی جنرل میٹنگ کی رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد لجنہ سیکشن کے نام سے چند مفید ہدایات درج ہیں۔ اور آخر میں برطانیہ کے تعلیمی نظام کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو خصوصاً ایسے والدین کے لئے نہایت فائدہ مند ہے جنہوں نے خود تو اِس ملک میں تعلیم حاصل نہیں کی لیکن اُن کے بچے برطانوی نظامِ تعلیم سے استفادہ کررہے ہیں۔

’پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یوکے‘ نے اپنے اراکین سے فوری رابطہ رکھنے اور مختلف پروگراموں سے متعلق تفاصیل بہم پہنچانے کے لئے ایک ویب سائٹ بھی تیار کی ہے جس کا پتہ یہ ہے:

www.paama.org.uk

حال ہی میں نیوز لیٹر "Pan-African News" کا دوسرا پرچہ (یعنی نمبر 1 برائے 2015ء) بھی طبع ہوا ہے۔ اس نیوز لیٹر میں دلچسپی کے متفرق امور کے علاوہ ایسوسی ایشن کی کارکردگی کے حوالہ سے چند رپورٹس بھی شامل اشاعت ہیں۔ چنانچہ میڈلینڈ ریجن کے زیرانتظام ہونے والی مذاہبِ عالَم کی ایک کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ نیز ایسوسی ایشن کے زیراہتمام منعقد ہونے والی ایک مجلس سوال وجواب کا احوال بھی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن سب سے اہم رپورٹ اُس خصوصی تقریب کے انعقاد کی ہے جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند ایسے افریقن مبلغین کو ’’مولانا عبدالوہاب آدم یادگار ایوارڈ‘‘ سے نوازا ہے جنہوں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام احمدیت کی ترویج و اشاعت اور انسانیت کی بہبود کے لئے مؤثر خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی تھی۔

رپورٹ کے مطابق یہ خصوصی تقریب 7 ستمبر 2014ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں منعقد ہوئی تھی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے ایوارڈ حاصل کرنے والے خوش نصیب مبلغین میں مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب (امیر و مبلغ انچارج گھانا)، مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب (نائب امیر امریکہ)، مکرم مولانا ابراہیم بن یعقوب صاحب (امیر و مبلغ انچارج ٹرینیڈاڈ و ٹوباگو)، مکرم مولانا بکری عبیدی کالوٹا صاحب (انچارج سواحیلی ڈیسک تنزانیہ) اور مکرم مولانا عبدالغفار صاحب (ریجنل مبلغ یوکے) شامل تھے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان احباب کے لئے مبارک فرمائے اور آئندہ صدیوں میں ارض بلال سے ایسی ہزاروں سعید روحیں میدانِ عمل میں اُتریں جو اپنے پاکیزہ قول اور حسنِ عمل سے بنی نوع انسان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والی ہوں۔ آمین

توقع ہے کہ یہ ’سہ ماہی‘ نیوز لیٹر باقاعدگی سے شائع ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ برطانیہ میں مقیم افریقی بھائیوں کو اس سے استفادہ کی بھرپور توفیق عطا ہو اور وہ اپنے اُن عالی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے منظّم جدوجہد کرنے کی توفیق پائیں جو آج ہم سب کا مطمح نظر ہیں اور جن کے حصول کے لئے ہم نے امامِ وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر آج پھر لبّیک کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ آمین

بقیہ: احمدیت ......از صفحہ نمبر 14

در دل من آں محبت دیدہ
کز جہاں آں راز را پوشیدہ
بامن از روئے محبت کارکن
اندکے افشاء آں اسرار کن

(حقیقۃ المہدی صفحہ 1)

مگر ہوتا کیا ہے بجائے اس کے خدا تعالیٰ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور اس کے دشمنوں کو خوش کرتا۔ ہر ایک قوم ہر ایک فریق کے خدا ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اور ان میں سے تھوڑا تھوڑا حصہ الگ کر کے حضرت مرزا صاحب کو طاقتور اور مضبوط بنا دیتا ہے حتیٰ کہ دشمن بھی آپ کی ترقی کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہے۔ پھر بجائے اس کے کہ آپ کے دشمن اپنی آنکھوں سے آپ کے در و دیوار پر آگ برستے دیکھتے۔ الٹا پھولوں کی بارش ہوتی دیکھتے ہیں۔ اور مال و دولت سے آپ کو مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ نیک اور پاک اولاد سے آپ کو خوشحال کیا جاتا ہے۔ پھر آپ کو یہاں تک ترقی ملتی ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎

گڑھے میں تُو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کردیئے اونچے منارے

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی عقلمند آپ کو مفتری قرار دے سکتا ہے؟ ہرگز، ہرگز نہیں۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ آپ مفتری قرار دینے والوں کو للکار کر کہتے ہیں کہ جاؤ اگر تمہیں میری صداقت پر اب بھی شبہ ہے تو اپنے مولیٰ سے اپنے پیدا کرنے والے سے پوچھو۔ سینکڑوں سعید الفطرت احکم الحاکمین کے دربار میں سربسجود ہوکر اور رو رو کر حقیقت حال دریافت کرتے ہیں وہاں سے سب کو یہی جواب ملتا ہے جاؤ جلدی کرو اور اسے جا کر قبول کرو۔ وہ ہمارا محبوب ہے۔ ہمارا فرستادہ ہے۔ سچا ہے۔ آپ ان تمام رؤیاء وکشوف کو خود میری اس کتاب بشارات رحمانیہ میں ملاحظہ فرمائیں گے اور اگر خدانخواستہ اس سے بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر آپ خود ان لوگوں کی طرح اپنے مولا کے حضور التجائیں کریں وہ حقیقت حال واضح کر دے گا۔ ......مبارک وہ جواب بھی سمجھے اور خدا تعالیٰ کے پاک اور سچے مامور کے دامن سے وابستہ ہوکر فلاح دارین حاصل کرے۔‘‘ (ماخوذ از کتاب بشارات رحمانیہ)

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 23رفروری 2015ء بروز سوموار قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب۔لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ 14رفروری 2015 کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت نیک، دعا گو، مہمان نواز، ملنسار اور غریبوں کی مدد کرنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ محترم مولوی محمد صدیق صاحب (سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ) کے بڑے بھائی محترم چوہدری محمد رشید صاحب کی بہوتھیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم عبداللطیف صاحب سندھی (ابن مکرم عبدالرحیم صاحب سندھی درویش۔قادیان):

21 جنوری 2015ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔درویشی کے آغاز میں اپنے درویش والد صاحب کے ساتھ بہت تنگدستی میں محنت کرکے گزارا کیا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی بہنوں اور والدہ کی بھی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ اپنی ریٹائرمنٹ تک نظارت تعمیرات کے تحت بڑی محنت سے گھروں میں نلکے لگوانے اور بجلی کے کام کیا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان اور اجتماعات خدام وانصار کے موقعہ پر لوائے احمدیت پر پہرہ کی ڈیوٹی بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا کرتے تھے۔آپ دوسال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے دونوں بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک مکرم عبدالعلیم آفتاب صاحب (مربی سلسلہ) اور دوسرے صدر انجمن قادیان میں بطور کارکن خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم شیخ رحمت علی صاحب (ابن مکرم شیخ محمد بشیر صاحب۔حلقہ دہلی دروازہ۔لاہور):

آپ 31 اگست 2013ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو لمبا عرصہ صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی کاموں کو نہایت دلجمعی سے سرانجام دیتے تھے۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے ایک نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ جماعت سے گہری وابستگی اور اطاعت نظام ان کے نمایاں وصف تھے۔ مالی تحریکات اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(3) مکرمہ سنبل آرزو مبشر صاحبہ (بنت مکرم مبارک احمد خان صاحب۔جرمنی):

3 جولائی 2014ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ اڑھائی سال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں۔یہ تمام عرصہ بڑے صبر وحوصلہ سے گزارا۔آپ کا جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔خلیفہ وقت سے ملاقات کی بہت خواہش تھی۔ ہر ایک کی ہمدرد، چندہ جات میں باقاعدہ، غریب پرور، عزیزوں سے صلہ رحمی کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو واقفات نو بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(4) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد ڈار صاحب۔ربوہ):

19 اگست 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نیک، خلافت سے محبت رکھنے والی، نظام جماعت کی اطاعت گزار ایک مخلص خاتون تھیں۔

(5) مکرمہ سلیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب۔جرمنی):

22 اگست 2014ء کو طویل علالت کے بعد 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نہایت سادہ مزاج، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور عقیدت کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم میاں الحاج محمد حسین مختار صاحب (کوارٹرز سیدنا بلالؓ۔ربوہ):

3 نومبر 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 1968ء میں آزاد کشمیر سے کراچی شفٹ ہوئے اور پھر سعودی عرب چلے گئے۔کراچی میں آڈیٹر اور سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید کی حیثیت سے آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔ نہایت مخلص کارکن تھے۔آپ کو دو حج اور 16 عمرے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرم چوہدری محمد امین صاحب (آف فیصل آباد۔حال ربوہ):

17 اکتوبر 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 19 سال حلقہ کریم نگر فیصل آباد میں مقیم رہے۔اس دوران آپ اسٹیٹ لائف انشورنس کے زونل ہیڈ کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود جماعت کے ساتھ مکمل تعاون کرتے تھے۔اسی طرح خدام الاحمدیہ جھنگ کے فعال ممبر تھے۔ بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔

(8) مکرم مبارک احمد کلیم صاحب (ربوہ):

یکم نومبر 2014ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، دفتر تعمیر اور دفتر صدر عمومی میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے 43 سال خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، دعا گو، صابر، چندہ جات میں باقاعدہ نیک اور مخلص انسان تھے۔

(9) مکرم طارق محمود بسراء صاحب ایڈووکیٹ (ربوہ):

25 نومبر 2014ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نائب صدر محلّہ اور زعیم انصار اللہ محلّہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ دارالقضاء میں وکیل کے طور پر نیز محلّہ میں سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔آپ نمازوں کے پابند، تلاوت قرآن کریم کرنے والے، بہت ملنسار، خوش اخلاق، چندہ جات میں باقاعدہ بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

رہے خدا نگہبان تیرا

وجود تعویذِ جان تیرا　　ہے قرب جائے اَمان تیرا
تُو جانشینِ مسیحِ دوراں　　ہے وقت تیرا زمان تیرا
تُو عصرِ حاضر کا بادشاہ ہے　　مکان اور لامکان تیرا
دلوں پہ ہے سلطنت تمہاری　　ہے معتقد اِک جہان تیرا
ترے اشارے پہ سوئے جاگے　　ہر ایک پِیر و جوان تیرا
وہ دھوپ میں دے جو ٹھنڈا سایہ　　وہ سر پہ ہے سائبان تیرا
جو بخت سوئے ہوئے جگا دے　　اِدھر بھی ہو وہ دھیان تیرا
جو مجھ میں خوشبو رچی ہوئی ہے　　دَیا ہے تیری، ہے دان تیرا
ہے امنِ دنیا کی اِک ضمانت　　محبتوں کا بیان تیرا
ہے سر بسجدہ ظفرؔ دعا گو　　رہے خدا نگہبان تیرا

(مبارک احمد ظفرؔ)

(10) مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب (ابن چوہدری ماسٹر شاہ دین صاحب مرحوم۔برمنگھم):

30 نومبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو چک نمبر 219 RB گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد میں صدر جماعت اور دیگر مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔آپ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم کے داماد اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کے بہنوئی تھے۔آپ انتہائی شریف النفس، نیک اور مخلص انسان تھے۔خلافت سے گہری وابستگی تھی۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم طفیل محمد چوہدری صاحب۔سیالکوٹ):

31 دسمبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت چوہدری الٰہی بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔شوہر کے غیر احمدی ہونے کے باوجود ہمیشہ بچوں کا جماعت سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کے لئے کوشاں رہیں اور انہیں بار بار ربوہ لے کر جاتی رہیں۔آپ کی دعاؤں اور اعلیٰ نمونہ کے نتیجہ میں آپ کے شوہر نے بھی 25/30 سال بعد ایک خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کرلی۔آپ نے اپنے پانچ بچوں میں سے چار بچوں کی بھی بیعت کروائی۔آپ بہت مہمان نواز تھیں۔ جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی اور عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرم عبداللطیف اٹھوال صاحب (میرپور خاص سندھ):

8 جنوری 2015ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور بزرگان سلسلہ سے دینی تعلیم وتربیت حاصل کی۔جوانی کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے فرقان فورس میں شمولیت اختیار کی۔ بعد ازاں سندھ میں آباد ہوگئے۔ آپ نے جماعت احمدیہ شریف آباد میں کچھ عرصہ صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ احمد آباد سانگرہ میں بھی بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔1992ء سے آپ کا قیام میرپور خاص میں تھا جہاں آپ لمبے عرصہ تک امام الصلوٰۃ اور سیکرٹری تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ آپ بڑے صاحبِ فراست اور علمی و ادبی ذوق کے مالک تھے۔آپ نماز باجماعت کے پابند، ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، بہت خوش اخلاق اور خوش طبع، ہر ایک کے ہمدرد نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ کو قرآن کریم کا کثیر حصہ زبانی یاد تھا۔میرپور خاص میں احباب جماعت کے گھروں میں جاکر بچے اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

احمدیت

(تحریر: مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر (مرحوم) مصنّف کتاب 'بشارات رحمانیّہ')

احمدیت خدا کا ایک قائم کردہ سلسلہ ہے جو اسی اصل اسلام کا دوسرا نام ہے۔ جسے آج سے تیرہ سو سال قبل ہادی برحق حضرت محمد عربی ﷺ (فداہ روحی) نے خدا کے حکم سے قائم کیا تھا۔ اگر یہ سلسلہ جیسا کہ سمجھا جاتا ہے نعوذ باللہ اسلام کی ضد یا اس کا مخالف ہوتا تو اس کے ایسے اصول ہوتے جو اسلام کے سراسر خلاف ہوتے۔ جیسا کہ بہائیت اور عیسائیت وغیرہ کے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

اسلام کے پانچ بڑے اصول جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ ہیں۔ (اول) کلمہ شہادت یعنی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ (دوم) نماز کا قائم کرنا۔ (سوم) زکوٰۃ دینا (چہارم) رمضان شریف کے روزے رکھنا (پنجم) اگر توفیق ہو تو حج کرنا۔

اسی طرح اسلام نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ یہ ہیں (1) اللہ تعالیٰ پر (2) اس کے فرشتوں پر (3) اس کے رسولوں پر (4) اس کی کتابوں پر (5) بعث بعد الموت پر (6) اور تقدیر پر یقین رکھنا۔ یہی اصل الاصول ہیں۔ جو اعتقادات اور اعمال کا مرکزی دائرہ ہیں۔ باقی تمام فروعات ہیں جو اِن کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے بعینہٖ بغیر کسی قسم کے فرق کے مذکورہ بالا عقائد ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو ان عقائد پر سختی سے پابند نہ ہو جماعت احمدیہ کے دروازے بکلی بند ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی کتاب ''ایام الصلح'' کے صفحہ 87 پر فرماتے ہیں۔

''اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ اور اس پر مریں اور تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام کتابوں پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ایمان لاویں اور صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ وحج اور اسی طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کار بند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماع سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں۔ کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

چنانچہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلام کے تمام اصولوں پر عملی رنگ میں سختی سے کار بند ہے اور انہیں اصولوں کو دنیا میں رائج کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ مخالفین اسلام کی دشمنی کا باعث بھی یہی ہے کہ یہ جماعت انہیں اپنے راستے میں روڑا نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باقی تمام اسلامی جماعتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اس جماعت کے درپے آزار نظر آتے ہیں۔ اور جہاں کہیں اس جماعت سے کسی قسم کا مقابلہ ہو تو تمام غیر مسلم جماعتیں اس کے خلاف محاذ میں جمع ہوتی ہیں۔ پس یہ بات بھی اس جماعت کے صحیح اسلامی جماعت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ جماعت احمدیہ صحیح معنوں میں اسلامی جماعت ہے اور مخالفین احمدیت کا اسے اسلام کے خلاف قرار دینا سراسر بہتان اور ظلمِ عظیم ہے۔

جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد جو اسے دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتے ہیں یہ ہیں۔

(اول) اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق قرآن کریم میں رسولا الیٰ بنی اسرائیل آیا ہے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے اور اس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث اور تاریخی ثبوتوں پر ہے۔

(دوم) حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے میں مامور ہو کر آئے ہیں اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں۔ جن کی پیشگوئی احادیث میں آئی ہے۔ بلکہ ادیان کل کے موعود ہیں۔

(سوم) آپ اس صدی کے مجدد ہیں اور آنحضرت ﷺ کا فرمان کہ ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایک شخص کھڑا کرے گا۔ جو اس دین کی تجدید کرے گا۔ یہ پیشگوئی آنجنابؐ کی جس طرح گذشتہ صدیوں میں پوری ہوئی۔ اسی طرح اب بھی ہو گئی ہے۔ اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

(چہارم) آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ ہی کے ذریعہ سے اب انسان تمام کمالات روحانیہ حاصل کر سکتا ہے۔ جس طرح آپؐ پر نبوت ختم ہے اسی طرح ولایت، کرامت، شرافت، بلکہ انسانیت بھی آپؐ پر ختم ہے اور یہ تمام کمالات جو بنی نوع کی ذاتی اصلاح یا دوسروں کی اصلاح و درستگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب آپ ہی کے ذریعہ اور پیروی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں کہیں نبوت یا رسالت کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں وہاں اس بات کو ہر جگہ واضح کیا ہے کہ یہ تمام کمالات مجھے اسی منبع فیض و برکات سے حاصل ہوئے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے حضور اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ 116 پر فرماتے ہیں۔

''وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے پائی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔''

پس آپ کی نبوت آنحضرتؐ کی نبوت کی غیر نہیں اور خاتم النبیین کے اعلیٰ اعزاز کی حقیقت واضح کرنے والی ہے۔

(پنجم) قرآن کریم میں کوئی حکم یا آیت منسوخ نہیں اس کا ایک ایک حرف اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح وہ قابل تلاوت ہے۔

(ششم) خدا تعالیٰ اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے جیسا کہ پہلے کیا کرتا تھا۔ اور اب بھی وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو دنیا کی طرف مصلح بنا کر بھیجتا ہے جیسا کہ پہلے بنا کر بھیجا کرتا تھا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مَنَ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ چنتا ہے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول۔

(ہفتم) اسلام کی تعلیم اپنی صداقت اور دلائل کے رو سے لوگوں کے دلوں کو فتح کرے گی اس کیلئے ظاہری زور یعنی تلوار چلانے کی ضرورت نہیں۔ اور لا اکراہ فی الدین (دین میں کوئی جبر نہیں) والا حکم اب منسوخ نہیں ہو گیا بلکہ واجب العمل ہے پس ایسا جہاد...... جس میں تلوار کے ذریعہ سے کسی کو اپنے عقیدہ کا قائل کروانا مقصود ہو ہرگز ہرگز جائز نہیں کیونکہ تلوار کی حکومت جسم پر ہو گی روح پر ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور اسلام انسانی روح پر اپنی حکومت کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اسلام نے تو ظاہری اقرار اور باطنی انکار کا نام منافقت رکھا ہے اور اس کی سزا دوزخ کا سب سے نچلا حصہ قرار دیا ہے۔ پس تلوار کے ذریعہ مذہب پھیلانا اسلام کے منشاء کے سراسر خلاف ہے اور ایسا مہدی جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے غلبہ دے کبھی نہیں آئے گا۔ ہاں حسب ضرورت بعض شرائط کے ساتھ جہاد بالسیف بھی جائز ہے اور اس کا حکم منسوخ نہیں ہے اور نہ ہوگا۔

(ہشتم) تمام مسلمانان عالم بلکہ تمام دنیا کی اصلاح خواہ وہ معاشرتی، تمدنی، عملی یا اعتقادی ہو۔ اب احمدیت سے وابستہ ہے اور وہ سنہری اصول جو احمدیت نے اس بارے میں دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جو اصل اسلام ہی کے اصول ہیں ان پر چلنے سے دنیا کی نجات ہے۔

(نہم) احمدیہ جماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی عیب چینی کرنے کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی چاہئیں۔ کیونکہ کسی کی کمزوری بیان کرنے سے اپنی بڑائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ہماری تعلیم کی برتری ہی ہمارے مذہب کی برتری ثابت کر سکتی ہے۔ ہاں جوابی طور پر مجبوراً اگر دوسرے کی اعتقادی کمزوریاں اور مذہبی خامیاں بیان کرنی پڑیں تو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ مگر وہ بھی ایسی قوموں کے مقابلہ میں جن کا کام ہی ہمیشہ بدگوئی اور بدزبانی کرنا ہو۔ ورنہ نہیں اور یہی دنیا میں قیام امن کا ذریعہ ہے۔ جس پر یہ جماعت کاربند ہے۔

(دہم) خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں جتنے بھی مامور اور مصلح آئے ہیں۔ وہ سب واجب الاحترام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت تمام مصلحین کو خاص عزت کی نگاہ سے دیکھتی اور ہر جگہ علی الاعلان اس کا ذکر کرتی ہے۔

(یازدہم) اس جماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منکر اور اس کے دین کے مخالف اگر وہ انہیں اپنی رحمت کاملہ سے بخش نہ دے۔ ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے ہم جہنم کہتے ہیں۔ اور جس میں آگ اور شدید سردی کا عذاب ہوگا۔ جن کی غرض محض تکلیف دینا نہیں ہو گی۔ بلکہ اس میں ان لوگوں کی آئندہ اصلاح مدنظر ہو گی۔ حتیٰ کہ وہ دن آ جائے جب اللہ تعالیٰ کا رحم جو ہر چیز پر غالب ہے۔ ان کو ڈھانپ لے اور یأتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد و نسیم الصبا یحرک ابوابھا (تفسیر معالم التنزیل زیر آیہ فاما الذین شقوا الخ) جہنم پر ایک وقت ایسا آئے گا جب کہ اس میں ایک متنفس بھی نہیں رہے گا اور باد صبا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔ کا وعدہ پورا ہو جائے۔

یہ عقائد جو اختصاراً میں نے یہاں درج کئے ہیں۔ صحیح اور قابل قبول ہیں اور ان کی رو سے تمام مذاہب باطلہ پر اسلام کی صداقت اور برتری ثابت کر کے ان کے متبعین کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

محترم بھائیو! حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ اٹھو اور دنیا کی اصلاح کرو تو سوائے تعمیل حکم کے آپ کیلئے اور کونسی راہ ہو سکتی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہِ ذوالاقتدار
اب تو جو فرماں ملا اس کا ادا کرنا ہے کام
گرچہ میں ہوں بس ضعیف وناتوان ودلفگار

خدا را آپ اتنا تو سوچیں کہ کیا مفتری انسان کبھی بارور اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور کبھی عالم الغیب خدا اس کی تائید اور تصدیق میں وہ نشانات ظاہر کر سکتا ہے۔ جو کسی سچے موعود کے بارے میں گزشتہ صحیفوں میں مرقوم ہوں۔ مثلاً دارقطنی کی حدیث ان لمھدینا اٰیتین (الحدیث) کے مطابق 1311 ہجری میں سورج اور چاند کو رمضان شریف کے مہینہ میں گرہن لگنا، دمدار ستارے کا ظاہر ہونا، پھر مسلم کی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ بیکار ہو جائیں گے، کے مطابق ریل اور دوسری تیز رفتار سواریوں کا ایجاد ہونا پھر صلیبی مذہب کا اطراف عالم میں پھیلنا، یاجوج ماجوج آگ کے ہتھیار استعمال کرنے والی آگ بگولا ہونے والی اور آگ سے ہی تمام کاروبار کرنے والی قوم کا اونچی اور نیچی جگہوں پر پھیلنا۔ پھر دریاؤں کا پھاڑے جانا اور نہروں کا نکالا جانا، اسی طرح صحائف کا پھیلنا، اخبارات کا کثرت سے شائع ہونا، طاعون کا پڑنا، زلازل کا آنا، جنگوں کی کثرت، کیا زمین وآسمان کا اس قدر آپ کے زمانے میں نشانات ظاہر کرنا اہل تقویٰ کی چشم بصیرت کھولنے کیلئے کافی نہیں؟ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مفتری کے ناکام ونامراد مرنے اور اس کے ذلت سے بے یار ومددگار مارے جانے کے متعلق جو قوانین بیان کئے ہیں۔ ان کا برعکس ہونا یعنی بجائے ناکام ونامراد مارے جانے کے آپ کا بامراد وکامیاب زندگی گزارنا اور اسلام کے فدائیوں کی ایک عظیم الشان جماعت پیدا کرنا۔ جن کے متعلق مخالف وموافق سب کا یک زبان ہو کر گواہی دینا کہ یہ جماعت اسلام کی بڑی خدمت کرنے والی فعال جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ساتھ سچے مامورین جیسا سلوک ہونا ہر موقع پر خدا تعالیٰ کا آپ کی سپر بننا۔ کیا یہ سب باتیں کسی مفتری کو میسر آ سکتی ہیں۔ چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہیں دیکھا کہ ؎

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا یہی انجام ہوتا ہے

ایک اور نظارہ ملاحظہ فرماویں کہ جسے مفتری کہا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور نہایت جسارت سے یہ التجا کرتا ہے کہ ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہرباں و راہنما
اے کہ میداری تو بر دِلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تومے بینی مرا بر فسق و شر
گر تو دید ہستی کہ ہستم بد گوہر
پارہ پارہ کن منے بد کار را
شاد کن ایں زمرہ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من
شمنم باش وتباہ کن کارمن
در مرا از بندگانت یافتی
قبلہ من آستانت یافتی

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ......از صفحہ نمبر 20

پیچھے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

''بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا ہے۔'' آپ نے فرمایا'' کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 73۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان کر نہ صرف اپنی اصلاح کا عہد کیا ہے بلکہ دنیا کی بھی اصلاح کرنے اور اسے اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچانے کا عہد کیا ہے۔ اگر ہم اپنے عملوں کو تعلیم کے مطابق نہیں ڈھالیں گے، اگر اپنا تزکیہ نہیں کریں گے تو دنیا کو کیا دے سکتے ہیں۔ ہم اپنے عہد تو پورے نہیں کر رہے تو دوسروں کو کس منہ سے کہیں گے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرو۔ اگر ہمارے دل کینوں اور بغضوں سے بھرے ہوں گے تو ہمارے کام میں برکت کس طرح پڑے گی۔ پس ہر احمدی چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک فرد جماعت ہے آپس میں بھائی چارے اور محبت کو بڑھائے۔ ہم نہ کوئی سیاسی جماعت ہیں نہ کسی دنیاوی عزت و حکومت کو حاصل کرنا ہمارے مقاصد ہیں۔ دنیاداروں کی طرح ہم نہیں کہ وقت آنے پر دوسروں کو جھک کر سلام بھی کر لیں اور اس کا جھوٹا عزت و احترام بھی کر لیں اور جب وقت گزر جائے تو ہم تمام اخلاق کو بھول جائیں۔ ہم اس زمانے میں مسیح موعود کی وہ جماعت ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس ہمیں اس حقیقی تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے بھی ملا دے اور اس کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والا بنا دے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہم اپنے وعدے اور عہد میں جھوٹے ہوں گے۔ دنیا کا اصلاح کرنے کا ہمارا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور اس طرح ہم دنیاداروں کی مخالفتوں کا بھی نشانہ بن رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہوں گے۔

پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس معیار کے بارے میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونے پر چلانا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 74۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ:'' ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ ......'' آپ نے فرمایا کہ '' جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ بات ہر احمدی کو سامنے رکھنی چاہئے جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا کو ہم نے اسلام کی حقیقت سے آشکار کرنا ہے۔ اس زمانے میں جبکہ بعض مسلمان گروہوں کے عمل سے دنیا اسلام کو تضحیک کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اسلام کے خلاف جگہ جگہ پریس اور میڈیا بیہودہ باتیں اڑا رہا ہے۔ ہم نے مسیح محمدی کے نمائندے کے طور پر پیار اور محبت کے پیغام کو پھیلا کر اسلام کے خلاف بولنے والوں کے منہ بند کرنے ہیں۔ اپنے ہم وطنوں کو بھی بتائیں کہ اگر تم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو نفرتوں کے بجائے ایک دوسرے سے محبت کے پیغام پھیلاؤ۔ نہ صرف پیغام کو پھیلاؤ بلکہ ایک دوسرے سے محبت کا عملی اظہار کرو۔

گزشتہ دنوں بلکہ کئی دنوں سے آپ کے ہاں بسوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ ایک جگہ حملہ ہوا اور کئی لوگوں کو بلاوجہ قتل کر دیا، شہید کر دیا گیا۔ یہ ظلم آجکل وہاں کئی جگہ ہو رہا ہے اور اپنے ہی ہم وطنوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے اور اپنے حقوق لینے کا یہ کون سا طریق ہے؟ پس یہ اپنے حقوق لینے کا بالکل غلط طریق ہے جس کی اسلام سختی سے مناہی کرتا ہے۔ ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے امن پسند انسان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ حدیث نمبر 10)

بلکہ ایک جگہ مزید کھولا کہ تمام انسان محفوظ رہیں۔

(سنن النسائی کتاب الایمان وشرائعہ باب صفۃ المؤمن حدیث نمبر 4995)

لیکن اس کے برعکس دوسرے انسان تو ایک طرف رہے مسلمان ہی مسلمان کو قتل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ پس بسوں پر حملے یا کسی بھی قسم کے حملے کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ آج ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے ہم قوموں کو اس ظلم اور بربریت سے روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔ اور یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے ہم قوموں کا حق بھی ادا کر رہے ہوں گے اور حقیقی رنگ میں اسلام کی تعلیم پھیلانے اور غیر مسلموں کے دماغوں سے اسلام کے خلاف غلط باتوں کو نکالنے کا بھی حق ادا کر رہے ہوں گے۔ یہ تو ایک طریق ہے اور ایک قسم کا حق ہے جو آپ نے دوسروں کا ادا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بیشمار اور حقوق ہیں جو ایک حقیقی مسلمان کے ذمہ ہیں اور جن کا ادا کرنا ایک مسلمان پر فرض ہے اور سب سے بڑھ کر احمدی مسلمان پر فرض ہے کہ اس نے زمانے کے امام کو مان کر یہ عہد کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کروں گا۔ پس ان حقوق کی تلاش کر کے انہیں ادا کرنے کی کوشش کریں کہ جب آپ یہ حقوق ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی پائیں گے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بھی بنیں گے۔

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔'' آپ نے فرمایا کہ'' میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔'' دشمن کی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔'' پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز و ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افتراء کرتے اور اس کی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا۔ اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔'' پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں۔ اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہوگا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں ......'' پس تمام ذاتی دشمنیوں کو بھلا دو۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''یہ امور ہیں جو تزکیۂ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اس نے جھٹ حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی؟''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 105-104 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہماری اگر کوئی دشمنی یا مخالفت ہے تو صرف خدا تعالیٰ کی خاطر ہونی چاہئے، نہ کہ کسی ذات کی وجہ سے اور نہ کسی سیاسی مقاصد کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب حقوق العباد کی ادائیگی کے ان معیاروں کو حاصل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا کو بھی حاصل کرنے والے ہوں اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اور اسی بات کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا ہے اور اپنے فضل سے ہمیں آپ کے پیغام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں حقیقی امن اُس وقت قائم ہو سکتا ہے جب خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دونوں قسم کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اس کے بغیر دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا حوصلہ اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا اور یہی حوصلہ ہے جو ہمیں ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا۔ اور یہی حوصلہ ہے جو ہمیں بندوں کے حقوق ادا کرنے والا بنائے گا۔ اور یہی حوصلہ ہے جو ہمیں دنیا میں امن قائم کرنے والا بنائے گا۔ اور یہی حوصلہ ہے جس سے دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے، ورنہ دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والا بنائے۔ یہ جلسہ آپ لوگوں کی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والا ہو۔

اب ہم دعا کریں گے۔ جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں اپنے ملک کے لئے بھی دعا کریں۔ خدا تعالیٰ اسے ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آجکل آپ بھی ان فتنوں اور فسادوں میں بہت زیادہ مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیڈروں اور مفاد پرست عناصر کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ مسلمان اُمّہ کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے بھی عقل دے اور بہت سے مسلمان ممالک میں جو فساد برپا ہے اللہ تعالیٰ اسے ختم فرمائے۔ دنیا کے عمومی امن کے لئے بھی بہت دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے اس خوفناک تباہی سے بچائے جس کی طرف یہ بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے گھروں میں خیریت سے لے کر جائے اور ہمیشہ اپنی حفاظت اور امان میں رکھے اور ملک کی ترقی میں آپ ہمیشہ مثبت کردار ادا کرنے والے ہوں۔

اب دعا کر لیں۔

سویڈن کی ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ شیدئ حیدری کی
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

لندن۔ 12/مارچ 2015ء (پریس اینڈ میڈیا آفس): سویڈن سے تشریف لانے والی ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ (Sveriges Riksdag) شیدئ حیدری (Shediye Heydari) نے 07/مارچ 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ چالیس منٹ تک جاری رہنے والی اس ملاقات میں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حالاتِ حاضرہ سے متعلق مختلف امور پر گفتگو کی اور آپ سے بصیرت افروز رہنمائی حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ممالک میں بڑھتی ہوئی شدت پسندی کو پوری دنیا کے لئے ایک خطرہ قرار دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سیاستدان اپنے نوجوانوں کو بنیاد پرستی اور شدت پسندی سے بچانا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ ان مسائل کی اصل وجہ کو تلاش کریں اور پھر ان کے حل کے لئے پالیسی بنائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نام نہاد 'جہادی' لوگوں کے بارہ میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ 'بالکل بے حس' ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ ان کی کارروائیوں کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

ISIS کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس دہشتگرد گروپ کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے سب کو اکٹھے ہو کر مؤثر کوشش کرنا ہوگی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں امن اور رواداری پیدا کرنے کے لئے معاشرہ میں ہر سطح پر انصاف قائم کرنا ضروری ہے۔

سویڈش سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والی سیاستدان مسز حیدری نے ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کو سویڈن تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضور انور نے اس دعوت پر مسز حیدری کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں امن عامہ اور انسانی حقوق کے لئے کاموں کو عمدگی سے بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ احمدیہ تنزانیہ

(کریم الدین شمس۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ جب اپنے انبیا اور مرسلین کو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور فرماتا ہے تو انہیں خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ذرائع اور وسائل بھی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ مولا کریم نے اس زمانہ کے امام آخرالزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب مبعوث کیا تو ساتھ ہی آپ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے ضروری وسائل بھی مہیا فرمائے۔ ان ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ مدرسہ احمدیہ و جامعہ احمدیہ کا قیام ہے جس کی بنیادی اینٹ امام آخرالزمان نے 1905ء میں اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی کہ اس ادارہ سے ایسے علماء تیار ہو کر نکلیں جو تبلیغ دین کا فریضہ بخوبی سرانجام دینے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ آپ کے بابرکت ہاتھ سے بنیاد پانے والے جامعہ احمدیہ کی کئی شاخیں آج ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ وغیرہ میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہو کر امام آخرالزمان کی تبلیغ و ہدایت کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ بھی ہیں اور خدا کے اس پاک امام کی عظمت وصداقت کا زبردست نشان بھی۔

آج کے اس نوٹ میں ہم قارئین الفضل کی خدمت میں جامعہ احمدیہ تنزانیہ کا کچھ تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ابتدا

تنزانیہ میں اس ادارہ کی عملی و غیر رسمی بنیاد تو 1970ء کی دہائی میں ہی پڑ گئی تھی جب مکرم مولانا محمد منور صاحب نے ٹبورا سے چار یا پانچ طلباء کی دینی تعلیم وتربیت کا آغاز کیا تھا کہ وہ دین سیکھ کر تعلیم وتربیت اور تبلیغ کے کام میں ان کے معاون بن سکیں۔ (بحوالہ رپورٹس آف مولانا محمد منور صاحب دفتر تبشیر ربوہ)

بعد ازاں وقتی ضرورت کے تابع یہ دینی کلاس ''جامعہ تنزانیہ'' کے نام سے چلتی رہی اور کئی طلباء نے یہاں سے فیض پا کر تنزانیہ میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ ان میں سے کئی تادم تحریر بقید حیات ہیں اور اہم دینی خدمت بجالا رہے ہیں۔

معلمین کی کلاس کی منتقلی

ٹبورا سے شروع ہونے والی یہ کلاس بعد میں موروگورو منتقل ہوگئی جہاں مسجد سے ملحقہ ایک دو کمرے طلباء کی رہائش کا کام دیتے تھے مگر زیادہ تر ان کا اوڑھنا بچھونا مسجد ہی تھی۔ اسی مسجد کے صحن میں موجود ایک امرود کے درخت کے نیچے بیٹھ کر حصول علم کی سعادت بھی ایک عرصہ تک طلباء کے حصہ میں آتی رہی۔ پھر موروگورو شہر کے ایک مخلص احمدی ابوبکر صاحب نے طلباء کو نیچے بیٹھ کر پڑھتے دیکھا تو چند کرسیاں بنوا دیں کہ اس سے قبل طلباء کے پاس کوئی فرنیچر نہ تھا۔ درمیان میں کچھ عرصہ کیلئے یہ کلاس تنزانیہ کے سب سے بڑے شہر دارالسلام بھی گئی تھی مگر پھر واپس موروگورو آ گئی۔

سنگ میل

1984ء کا سال ایک اہم تبدیلی لے کر آیا کہ مرکز کی ہدایت کے تابع ایک باقاعدہ مشنری ٹریننگ کالج کھولنے کا حکم ملا۔ چنانچہ موروگورو میں مسجد کے صحن میں بائیں طرف ایک عمارت تعمیر ہوئی جو کہ ایک کلاس روم، ایک سونے والے کمرے اور کچن وغیرہ پر مشتمل تھی۔ اس عمارت کی تکمیل پر معلمین کے اس تربیتی کالج کے باقاعدہ رسمی افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔ یہ افتتاح 27 مئی 1984ء کو مکرم مولانا عبدالوہاب احمد صاحب شاہد امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے کیا۔ نیز اسی دن یوم خلافت کے حوالے سے موروگورو میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا اور موروگورو کے ریجنل مشنری محترم وسیم احمد چیمہ صاحب کو ریجنل مشنری کے ساتھ ساتھ اس کالج کی نگرانی کے فرائض بھی سونپے گئے۔ (بحوالہ اخبار احمدیہ آف مئی 1984ء)

مئی 1984ء سے لے کر اپریل 2003ء تک جامعہ تنزانیہ کی نگرانی کا یہی سلسلہ چلتا رہا اور صوبائی مبلغ ہی جامعہ کے نگران ہوتے تھے۔ مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب کے علاوہ مکرم یوسف عثمان کامبا اولایا صاحب، مکرم محمد اشرف اسحاق صاحب، مکرم احمد داؤد ڈاڈی صاحب، مکرم بکری عبیدی کلوٹا صاحب، مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب آف گیانا اور محترم محمود احمد شاد صاحب (شہید) کو بھی ریجنل مشنری کے علاوہ جامعہ کی نگرانی کے فرائض ادا کرنے کی سعادت ملی۔

ستمبر 2003ء میں پہلی بار الگ پرنسپل کا تقرر ہوا۔ اپریل 2003ء میں خاکسار (کریم الدین شمس) کو تنزانیہ کے اس وقت کے امیر و مبلغ انچارج محترم مولانا فیض احمد زاہد صاحب نے نگران جامعہ بنا کر موروگورو بھجوایا تو ساتھ ہی انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں درخواست بھجوائی کہ جامعہ کے لئے ریجنل مشنری کے علاوہ الگ نگران کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تو پیارے آقا نے خاکسار کی بطور پرنسپل منظوری عطا فرمائی جس کے ساتھ ہی یہ ہدایت بھی ملی کہ آئندہ سے جامعہ کے لئے نگران یا انچارج کی بجائے صرف پرنسپل کا لفظ استعمال کیا جائے۔ یوں جامعہ کے پہلے پرنسپل کا تقرر ہوا اور ریجنل مشنری اور پرنسپل جامعہ دو الگ الگ شعبے بن گئے۔ خاکسار کو اپریل 2003ء سے جنوری 2014ء تک اس ادارہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ خاکسار کے بعد اب مکرم عابد محمود بھٹی صاحب حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

دو کلاسز کا آغاز

سال 2003ء سے جامعہ تنزانیہ میں ایک کلاس کی جگہ بیک وقت دو کلاسز شروع کی گئیں اور باقاعدہ نقشہ تقسیم الاوقات بنا کر چالیس چالیس منٹ کے آٹھ پیریڈز میں تدریس کا عمل شروع ہوا۔

موجودہ عمارت کا افتتاح و مرکزی مبلغین کی تقرری

24/دسمبر 2007ء کو جامعہ تنزانیہ کی موجودہ وسیع و عریض عمارت کا افتتاح عمل میں آیا جو اُس وقت کے مشنری انچارج محترم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب نے کیا۔ (محترم چوہدری صاحب اِس وقت جماعت تنزانیہ کے مشنری انچارج اور امیر بھی ہیں)۔ اس افتتاح کے ساتھ ہی خاکسار (کریم الدین شمس پرنسپل جامعہ) نے محترم امیر صاحب اور مشنری انچارج صاحب کی مشاورت اور اجازت سے جامعہ میں بیک وقت چار کلاسز کا آغاز کیا جن کے نام ممہدہ، اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ رکھے گئے اور مبشر کلاس کا نصاب پڑھانے کی کوشش شروع ہوئی۔

جامعہ میں پرنسپل کے علاوہ اسی سال ایک مزید مرکزی مبلغ مکرم احمد داؤد صاحب کی بھی تقرّری ہوئی اور تدریسی سٹاف کی تعداد پانچ ہوگئی۔ نیز اگلے تین سالوں میں مزید دو مبلغین مکرم وقاص احمد گوندل صاحب اور مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب پاکستان سے جامعہ میں تدریس کے لئے تشریف لائے۔

عمارت جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ ایک نہایت خوبصورت اور وسیع وعریض عمارت پر مشتمل ہے۔ چار کلاس رومز ہیں۔ نو کمرے ہوسٹل کے ہیں، ایک وسیع ڈائننگ ہال، کچن، خوبصورت لائبریری اور اسمبلی ہال و سپورٹس ہال موجود ہے۔ اسی طرح دیگر کھیلوں کے لئے وسیع میدان بھی ہیں۔ جامعہ احمدیہ کی یہ خوبصورت عمارت ساڑھے 17 ایکڑ جماعتی رقبہ کے درمیان میں واقع ہے۔ مجموعی طور پر یہ عمارت جامعہ احمدیہ ربوہ کے پرانے ناصر ہوسٹل کی عمارت سے ملتی ہے۔ اس عمارت کے دائیں جانب جامعہ کا وسیع و عریض اور خوبصورت اسمبلی و سپورٹس ہال ہے جس کی تکمیل 2012ء کے آغاز میں ہوئی تھی۔ اسی طرح عمارت کے سامنے اندازاً سو گز کے فاصلے پر پرنسپل ہاؤس ہے۔ جامعہ کے دیگر اساتذہ کے چھ گھر بھی اسی عمارت کے دائیں بائیں موجود ہیں جن میں سے دو نئے خوبصورت گھر 2012ء میں تعمیر ہوئے۔

عمارات کے تعلق میں جامعہ کی خوبصورت اور صاف ستھری مسجد کا ذکر بھی ضروری ہے جس کی ایک بڑی توسیع اور آرائش و زینت کا کام 2012ء کے آخر میں مکمل ہو کر اس کا افتتاح بدست امیر و مشنری انچارج تنزانیہ محترم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب عمل میں آیا۔

تدریسی مضامین

جامعہ میں ناظرہ و ترجمہ قرآن کریم، تفسیر القرآن، حدیث، فقہ، تاریخ و سیرت اور کلام جیسے تمام اہم مضامین کے ساتھ ساتھ اردو، عربی اور انگریزی بھی سکھائی جاتی ہے۔

سٹاف

سٹاف کی موجودہ کل تعداد پندرہ ہے جبکہ تدریسی سٹاف آٹھ ممبران پر مشتمل ہے جس میں چار مرکزی مبلغین ہیں اور چار لوکل معلمین ہیں جو اِسی جامعہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ باقی سات کارکنان ہیں۔

طلباء

اِس وقت جامعہ کی چار کلاسز میں کل 41 طلباء ہیں جن میں ہمسایہ ممالک کینیا، برونڈی اور کانگو کے طلباء بھی شامل ہیں۔

مدرسۃ الحفظ کے پانچ زیرِ تعلیم طلباء اس تعداد کے علاوہ ہیں۔ نیز تین طلباء جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا میں بھی مبلغین کا کورس پڑھ رہے ہیں۔

فارغ التحصیل طلباء

اِس جامعہ سے اب تک 70 سے زائد طلباء تعلیم پا کر میدان عمل میں جا چکے ہیں۔ جن میں مذکورہ بالا ممالک کے علاوہ ایک طالب علم ملاوی کا بھی شامل ہے۔

مدرسۃ الحفظ

8/اکتوبر 2014ء سے جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں مدرسۃ الحفظ کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ مگر اس کا باقاعدہ افتتاح امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ مکرم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب نے 22 نومبر 2014ء کو فرمایا۔ اِس وقت مدرسۃ الحفظ میں پانچ طلباء ہیں۔ مکرم حافظ محمود احمد طاہر صاحب جو مارچ 2014ء کو پاکستان سے تشریف لائے تھے جامعہ میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ حفظ کلاس میں بھی تدریس کے فرائض بجالاتے ہیں۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس ادارے کے فارغ التحصیل نیز دنیا کے تمام جامعات سے فارغ ہونے والے تمام مبلغین کو سلسلہ کا بہت مفید وجود بننے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حقیقی مددگار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولانا ظہور حسین صاحب (مبلغ روس)

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 جنوری 2011ء میں مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب نے اپنے استاد محترم مولانا ظہور حسین صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ ہم نے قرآن کریم محترم مولانا ظہور حسین صاحب سے پڑھا۔ وہ ایک عجیب روحانی وجود تھے۔ ان کی نمازوں کی کیفیت آج بھی یاد ہے کہ جب چلنا ان کے لئے قریباً ناممکن تھا۔ بہت معمر اور معذور ہونے کی وجہ سے چارپائی پر بیٹھ کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے اور عصر اور مغرب کی نماز کے لئے اُن کی خواہش ہوتی کہ کوئی اُن کو سہارا دے کر مسجد لے کر آئے۔ اور جب ان کو کندھوں پر سہارا دے کر مسجد لایا جاتا تو ان کے پاؤں زمین پر قریباً گھسٹ رہے ہوتے۔ یہ نظارہ دیکھنے والے اس کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

آپ کا چہرہ مطمئن اور مسکراتا ہوا تھا۔ آپ نے احمدیت کی خاطر روس کے یخ بستہ علاقوں میں جس طرح مصائب برداشت کئے کہ کئی کئی دن تک شدید موسموں میں رسیوں میں جکڑ کر رکھے جاتے، ان تکالیف کے نقش آخر عمر تک ان کے جسم پر دیکھے جاسکتے تھے۔ لیٹے اور بیٹھے مسلسل دعاؤں میں مصروف رہتے اور اس کے ساتھ کبھی کبھار خاص لَے سے درثمین کے اشعار اردو اور فارسی کے ترنم سے پڑھتے جس میں ایک عجیب درد محسوس ہوتا۔

ایک بار سبق دیتے ہوئے کسی غلطی پر آپ نے مجھے ڈانٹا تو میرے آنسو نکل آئے۔ اس پر آپ کا غصّہ فوراً ختم ہوگیا اور اپنے تکیہ کے نیچے سے بادام کی چند گریاں نکال کر مجھے دیں۔ مجھے ہاتھ آگے بڑھانے میں انقباض تھا اس پر آپ بڑی شفقت سے بہت دیر تک ایمان افروز واقعات سناتے رہے جو زیادہ تر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وہ واقعات تھے جب آپ حضورؓ کے درس میں شامل ہوتے رہے تھے۔ بظاہر ناراضگی کے اس واقعہ کے بعد پھر مہربانیوں کا مستقل سلسلہ شروع ہوگیا۔

آپ کے گھر کا ماحول بہت صاف ستھرا تھا۔ معذوری کے باوجود آپ کا بستر، چادر، کمرہ، لباس باوجود سادگی کے نہایت صاف ستھرا ہوتا۔ اس میں آپ کی اہلیہ اور بچوں کی خدمت کا بہت بڑا دخل تھا لیکن یہ آپ کی طبیعت کی نفاست کا بےتکلف اظہار بھی تھا۔ بڑھاپے اور شدید بیماری میں بھی آپ کے کمرہ سے ایک خاص قسم کی خوشبو آیا کرتی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو جو خراج تحسین روس سے واپس آنے پر پیش فرمایا وہ ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ فرمایا: ’’انہوں نے یہ بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لمحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں‘‘۔

آپ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے بے پناہ غیرت تھی اور خلافت کے ساتھ والہانہ پیار اور عشق تھا۔ خاموشی کے ساتھ بغیر کسی نام و نمود کے خدا کی محبت میں محو بغیر تھکے جانفشانی سے خدمت کرتے چلے جانا آپ کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ آپ کی سوانح ایسی سچی اور سادہ الفاظ میں لکھی ہوئی سوانح عمری ہے کہ جتنی بار مطالعہ کریں اس کی اثرانگیزی کم نہیں ہوتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار فرمایا: ’’مولوی ظہور حسین صاحب جب اکیلے روس میں داخل ہوئے تو وہاں آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور اس کے بعد ایک لمبا دور آپ کو اذیتیں دینے کا شروع ہوا۔ اسی حالت میں جبکہ آپ قید تھے چونکہ آپ کو رشین زبان نہیں آتی تھی۔ کوئی ساتھیوں سے رابطہ نہیں تھا آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’ظہور حسین! آپ جیل میں دعوت الی اللہ کیوں نہیں کرتے‘‘۔ اس رؤیا سے خدائی منشاء سمجھ گئے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے روسی زبان سیکھنی شروع کردی اور چونکہ کچھ مسلمان قیدی بھی تھے۔ اس لئے ان سے زبان بھی سیکھی اور ان کو دعوت الی اللہ بھی شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلا روس میں جو احمدی ہوا ہے وہ جیل میں ہوا ہے۔ مولوی صاحب کو نمازوں میں منہمک دیکھتے تو اس کا اور ان کی تلاوت کا ان کے ساتھیوں پر گہرا اثر ہوا اور اسی کے نتیجے میں ان کو زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی۔ روس میں وہ شخص جو سب سے پہلے احمدی ہوا ہے وہ عبداللہ خان تھا۔ یہ عبداللہ خان تاشقند کا رہنے والا تھا اور اپنے علاقہ کا بہت بڑا بارسوخ انسان تھا۔ عبداللہ خان کے ذریعے پھر اَور قیدیوں میں بھی احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی اور کئی اور قیدیوں نے ان کی معرفت پھر بیعتیں کیں۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ مرکز کا بھی رابطہ کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو اس وقت اتنی ہوش نہیں تھی کہ بتائیں کہ کہاں کہاں احمدی ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ رابطہ بالکل کٹ گیا اور رابطہ کٹنے کے باوجود مولوی ظہور حسین صاحب ہمیشہ اس بات پر مُصر رہے اور اس بات کے قائل رہے کہ وہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہوچکی ہیں اور جو قائم ہیں جو پھیل بھی رہی ہوں گی، لیکن ہمیں ان کی تفاصیل کا علم نہیں تھا۔ سب سے پہلے جو مجھے روس میں جماعت احمدیہ کے متعلق علم ہوا وہ ایک روسی انسائیکلوپیڈیا کے مطالعہ سے ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے اوپر ایک روسی سکالر نے مقالہ لکھا ہے اور اس مقالے میں احمدیت کے متعلق کئی قسم کی باتیں درج ہیں۔ روسی مقالہ نگار نے بڑی تحدی کے ساتھ یہ لکھا کہ روس میں بھی احمدیہ جماعتیں موجود ہیں۔ لیکن ان کا تعلق مرکز سے کٹ چکا ہے۔‘‘

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 جنوری 2011ء میں مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب نے اپنے مضمون میں مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ہماری رہائش محمد آباد اسٹیٹ (سندھ) میں تھی، میں اس وقت پرائمری سکول کا طالبعلم تھا جب سٹیٹ کے منتظمین کو متعدد بار ’’صدیقی صاحب‘‘ کا ذکر کرتے سنا۔ سٹیٹ کا کوئی کام ہو، کسی بڑے سرکاری افسر سے ملنا ہو یا کسی مریض کا مسئلہ ہو تب بھی مکرم ڈاکٹر صدیقی صاحب کا تذکرہ ہوتا۔ بعد میں جب مَیں نے اُن کو دیکھا تو اپنی سوچ سے کہیں بڑھ کر پایا۔

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب حیدرآباد ڈویژن کے امیر تھے۔ وہ امراض سینہ و قلب کے ماہر تھے۔ سلسلہ احمدیہ اور خلافت کے شیدائی تھے۔ میرپورخاص میں سرکاری ہسپتال ہونے کے باوجود صبح سے شام تک آپ کے کلینک پر مریضوں کا تانتا بندھا رہتا۔ علاقہ بھر میں بےانتہا عزت تھی۔ آپ بےسہارا لوگوں کا سہارا تھے۔ غریبوں کا علاج مفت کرتے اور ہر طرح ان کا خیال بھی رکھتے۔

ڈاکٹر صاحب پارٹیشن کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر میرپورخاص میں آباد ہوئے اور ’’فضل عمر کلینک‘‘ بنا کر خدمت خلق میں مصروف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ کلینک میں لیبارٹری، ایکسرے اور فارمیسی کی سہولت اور خون کا انتظام بھی موجود تھا۔ بڑے بڑے سندھی وڈیرے اور رئیس علاج کے لئے آتے اور آپ کا بےحد احترام کرتے تھے۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم محمد خان جونیجو صاحب کی والدہ صاحبہ نے تو ڈاکٹر صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ بسااوقات جونیجو صاحب کی گوٹھ ’’سندھڑی‘‘ جایا کرتے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سلسلہ کے بزرگان اور خدام کی آماجگاہ تھی۔ خاکسار بطور مربی حیدرآباد متعین ہوا تو جماعتی ضروریات کے لئے بسااوقات میرپورخاص جانا ہوتا۔ عمر کے لحاظ سے آپ کے بچوں جیسا ہونے کے باوجود آپ مربی ہونے کی وجہ سے عاجز کا بےحد احترام کرتے۔

اس زمانہ میں سندھ میں ملیریا بخار عام تھا۔ میری ایک چھوٹی ہمشیرہ بیمار ہوگئی تو ہم اسے ڈاکٹر صاحب کے کلینک لے گئے۔ آپ نے معائنہ کرنے کے بعد ایکسرے کروانے کی ہدایت دی۔ ہم نے آپ کے کلینک میں ہی بچی کا ایکسرے کروایا۔ آپ نے ایکسرے کا معائنہ کیا اور کچھ سوچ کر فرمایا کہ دوبارہ ایکسرے کروائیں۔ چنانچہ ایک دفعہ پھر بچی کا ایکسرے کروایا گیا۔ آپ نے دوبارہ ایکسرے کو غور سے دیکھا اور فرمایا الحمدللہ کوئی خطرے کی بات نہیں، پہلی دفعہ ایکسرے دیکھ کر مجھے کچھ شک سا ہوا تھا مَیں نے سوچا بچی چھوٹی ہے کہیں میری غفلت سے بچی کی آئندہ زندگی خطرے میں نہ پڑ جائے۔ اب دوسرا ایکسرے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں۔ پھر آپ نے اپنے کلینک کے میڈیکل سٹور سے دوائی لے کر دی اور ہم سے سارے عمل کی کوئی قیمت وصول نہیں کی۔

ایک دفعہ ڈاکٹر صدیقی صاحب اپنی کار میں ہم دو مربیان کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں کار خراب ہوگئی۔ کچھ ہی دیر کے بعد ایک سندھی وڈیرے کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے فوراً اپنی جیپ کھڑی کی۔ جب ان کو پتہ لگا کہ ڈاکٹر صاحب کی کار خراب ہوگئی ہے تو بڑی لجاجت سے کہنے لگے: ڈاکٹر صاحب! میری جیپ حاضر ہے۔ آپ جتنے دن چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب دیا کہ میری دوسری گاڑی آرہی ہے۔ اس واقعہ سے بھی پتہ لگتا ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب کی اس علاقہ میں کس قدر عزت تھی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے بیٹے ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب بھی غریبوں کے ہمدرد، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا اور خلافت احمدیہ کے فدائی تھے۔ آپ نے اپنے بزرگ والد کی قائم کردہ حسین روایات کو زندہ رکھا اور غریبوں کا مفت علاج کرنے کے علاوہ ان کی مالی مدد بھی کرتے رہے۔ ایک بار اُن کے ساتھ دورہ پر مِٹّھی جانے کا اتفاق ہوا جہاں جماعت کا ایک کلینک ہے۔ پہلے وہاں مریضوں کا معائنہ کیا۔ پھر مِٹّھی کے بعد بعض اَور مقامات پر بھی میڈیکل کیمپ لگا کر غریب مریضوں کا علاج کیا۔ پھر ایک بکرا صدقہ کیا اور جمعہ کی نماز محمد آباد اسٹیٹ میں ادا کی اور شام کو محمود آباد اسٹیٹ میں (بحیثیت امیر ضلع) ایک میٹنگ میں شرکت کی اور رات گئے واپس اپنے گھر پہنچے۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب اپنے ایک ملازم کے بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کر رہے تھے جو اس ملازم کی ماہوار تنخواہ سے کہیں زیادہ تھے۔ ہر عید کے موقع پر احمدی بچوں اور بچیوں میں عیدی کے طور پر نقد رقم تقسیم کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد قریباً ہر سال جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کرتے اور صرف اس لئے جلسہ گاہ میں رہائش رکھتے کہ حضور اقدسؒ کی اقتدا میں نمازوں کی ادائیگی کرسکیں نیز تہجد کی ادائیگی کی توفیق مل سکے۔

حضرت مولوی غلام حیدر صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 31 جنوری 2011ء میں مکرم مولانا نصراللہ خان ناصر صاحب کے قلم سے ایسے باپ اور بیٹے (حضرت مولوی غلام حیدر صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔

حضرت مولوی غلام حیدر صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ کے بزرگ دسویں صدی ہجری میں بغداد سے ایران ہوتے ہوئے بیکانیر راجپوتانہ آکر آباد

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے رسالہ ’’النساء‘‘ ستمبر تا دسمبر 2010ء میں شامل اشاعت مکرمہ خدیجہ سلطانہ صاحبہ کے حمدیہ کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

میں تُجھ سے مانگتی ہوں
تُو ہی مرا خُدا ہے
سب کچھ ہی دیکھ ڈالا
تُجھ سا نہ کچھ مِلا ہے
تُو ہے فقط ہے تُو ہی
باقی تو سب فنا ہے
جو تیرا جام پی لے
زندہ وہی ہوُا ہے
کیسے تجھے سمیٹوں
چرچا ہی جابجا ہے
تیرے عشق نے اے جاناں
بے خود سا کر دیا ہے
مجھے اپنے من میں کر لے
اتنی سی التجا ہے

ہوگئے۔ ایک صدی تک یہاں قیام کیا۔ پھر پنجاب میں موضع شاہ جہانیاں میں دریائے جہلم کے کنارے پر یہ لوگ آباد ہوئے جہاں کے سرداروں کو بچوں کی تربیت کے لئے عالم دین کی ضرورت تھی۔ اسی طرح قریبی شہر مجوکہ میں بھی اس خاندان کے بزرگ شیخ محمد صاحب آباد ہوئے جن کی نسل سے حضرت مولوی غلام حیدر صاحبؓ تھے۔

حضرت مولوی غلام حیدر صاحبؓ کی ولادت انیسویں صدی کے وسط کی ہے۔ آپ کے والد ماجد مولوی سخی محمد صاحب مستجاب الدعوات بزرگ تھے جو آپ کی صغرسنی میں وفات پا گئے۔ بچپن میں آپ کو مولوی فضل دین صاحب (حویلی تھوکہ) کے پاس لے جایا گیا جہاں آپ نے علم حدیث کی تحصیل کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں علم حاصل کیا۔ پھر لاہور میں نیلا گنبد کے درس نظامی میں تفسیر اور حدیث کے علوم سیکھے اور وہاں سے دہلی جا کر مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے حدیث کی سند حاصل کر کے دستار بندی کا اعزاز حاصل کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آپ کے ہم مکتب رہے۔

مجوکہ قوم میں قبر پرستی تعویذ گنڈا اور پیر پرستی کا بہت رواج تھا۔ حضرت مولوی غلام حیدر صاحب نے انہیں توحید پرست اور اہل حدیث بنایا۔ بعض رؤساء کے بچوں کو تعلیم دینے کے علاوہ آپ نواب آف بہاولپور کے دربار میں توحید کا وعظ کرتے تھے جس کا آپ کو 50 روپے ماہوار وظیفہ بھی ملتا تھا۔ اسی دوران آپ کا تعلق نواب صاحب کے پیر حضرت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں شریف سے ہوا۔

حضرت مولوی غلام حیدر صاحب معراج روحانی کے قائل تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک مناظرہ بھی کیا۔ فریق مخالف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی دلیل پیش کی جس کی آپ نے تردید کی۔

حضرت مولوی غلام حیدر صاحب نے 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ دراصل آپ بہاولپور تشریف لے گئے تھے جہاں حضرت پیر غلام فرید صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور اُن کے پاس حضرت اقدسؑ کی کتاب ''سراج منیر'' پڑھی جو حضورؑ نے پیر صاحب کو بھجوائی تھی اور اس میں ان کے ساتھ حضور کی خط و کتابت موجود تھی اور وفات مسیحؑ کا ذکر بھی تھا۔ کتاب پڑھ کر حضرت مولوی صاحب دل سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے قائل ہوگئے اور مزید تحقیق کے لئے بہاولپور سے لاہور آتے ہوئے قادیان پہنچے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کے بعد حسب ارشاد تین روز بعد آپ نے بیعت کرلی۔ آپ کے ساتھ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کا تعلق بھی مشفقانہ تھا۔

جب آپ اپنے گاؤں مجوکہ میں واپس آئے تو آپ کے اکثر معتقدین نے بھی بیعت کرلی۔

آپ ہمہ تن خدمت دین میں مصروف رہتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ سے بے انتہا محبت اور فدائیت کا رنگ تھا۔ 1906ء میں بعمر 66 سال وفات پاگئے۔ آپ کی تدفین اپنے گاؤں مجوکہ میں ہی ہوئی۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ کا نام عائشہ بی بی تھا۔ آپ کی اولاد میں حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ قریباً 1878ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کھائی خورد گاؤں کے سکول میں حاصل کی۔ پھر فارسی کے ایک ماہر استاد سے فارسی کی اور عربی زبان کے ایک معروف عالم سے عربی کتب، صَرف ونحو، منطق اور فقہ کا علم حاصل کیا اور ایک دوسرے عالم سے علم حدیث کی چند کتب پڑھیں۔ پھر نیلا گنبد لاہور میں حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی سے جامع ترمذی اور صحیح مسلم پڑھیں۔ اُن دنوں چاند سورج گرہن کا نشان ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا لیکن اس کا ذکر اہل حدیث بزرگ عالم مولوی محمد صاحب نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں یوں کردیا تھا کہ ؎

تیرھویں چن ستھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

یہ اتفاق تھا کہ حافظ محمد لکھوکے والے گردے میں پتھری کے عارضہ سے بیمار ہوکر میو ہسپتال لاہور میں بغرض علاج آئے ہوئے تھے جہاں 25/اگست 1893ء بروز جمعہ انہوں نے وفات پائی۔ اس دوران حضرت مولوی غلام رسول صاحب کو حضرت حافظ صاحب سے ملاقات کرنے اور اس نشان کے بارہ میں تأثرات معلوم کرنے کا ایک نادر موقع میسر آیا۔ آپ کے دریافت کرنے پر کہ یہ نشان آپ نے اپنی کتاب ''احوال الآخرت'' میں واضح طور پر لکھا ہے اور مدعی (حضرت مرزا صاحب) بھی موجود ہیں اور اس نشان کو اپنا مؤید قرار دے رہے ہیں۔ آپ اس بارہ میں کیا مؤقف اختیار فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''مَیں بیمار اور سخت کمزور ہوں۔ صحت کی درستی کے بعد کچھ کہہ سکوں گا البتہ اپنے لڑکے عبدالرحمٰن محی الدین کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے روکتا ہوں''۔ ان باتوں سے حضرت غلام رسول صاحبؓ کا دل مطمئن ہوگیا۔ لیکن علم حدیث کی تکمیل کی خاطر آپ امرتسر چلے گئے اور دو تین سال بعد قادیان حاضر ہوکر بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کے بیٹے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی ایک روایت کے مطابق ان کی بیعت 1898ء کی ہے۔ بیعت کے وقت حضور علیہ السلام نے بہت سی باتیں کیں اور یہ بھی فرمایا کہ: ''خدا رحمت کرے محمد بن اسمٰعیل بخاری پر۔ اگر وہ میرا حلیہ مسیح ناصری کے حلیہ سے جُدا بیان نہ کرتے تو مجھ کو محدّثین کب مانتے تھے''۔

قادیان میں آپؓ نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے طبّ پڑھنے کے شوق کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''یہ زمانہ جہاد فی سبیل اللہ کا ہے۔ گاؤں میں جاکر تبلیغ کریں''۔ مزید فرمایا کہ ''قرآن سب پر مقدّم ہے، علوم شرعیہ کے لئے بخاری کافی ہے، جب آپ کے پاس یہ چیزیں موجود ہیں تو کسی سے مزید پڑھنے کی کیا ضرورت ہے آپ وہاں جاکر طبّ بھی کریں اور تبلیغ بھی کریں''۔ اس سے قبل حضرت مولوی غلام رسول صاحب لاہور میں کچھ طبّ پڑھ چکے تھے۔ جب آپؓ گھر واپس آئے تو آپ کو علم ہوا کہ آپ کے والد محترم آپ سے قبل بیعت کرچکے ہیں۔ یہ بات آپ کے لئے دوہری خوشی کا موجب ہوئی۔

آپؓ کی شادی 1900ء میں آپ کے چچا کے گھر مکرمہ سردار بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے یعنی محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل اور محترم ماسٹر عبدالمنان صاحب (والد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی) اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ پہلے ایک معزز خاندان میں بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ مگر 1906ء میں اپنے والد محترم کی وفات پر آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور جماعت احمدیہ مجوکہ کی تنظیم و تربیت میں مصروف رہنے لگے۔ ایک عرصہ تک آپ سیکرٹری مال، امام الصلوٰۃ اور خطیب کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے ایک دینی مدرسہ کے ساتھ ایک شفاخانہ بھی کھول رکھا تھا۔ جس کا بڑا مقصد خدمت خلق تھا۔ آپ کا گزارہ اپنے مطب کی آمد پر تھا۔ قرب و جوار سے علم طب پڑھنے والوں کا بھی مجمع لگا رہتا تھا۔ آپ فارسی، عربی، ترجمۃ القرآن اور صرف ونحو کے بھی استاد تھے اور دُور دُور سے شاگرد آپؓ کے پاس آتے تھے۔ عام لوگوں کا اعتماد آپؓ پر بہت تھا۔ وہ اکثر امانتیں اور زیورات وغیرہ آپ کے پاس رکھتے تھے۔ مقامی زمیندار اور ہندو بھی بہت ادب واحترام کرتے۔ حق گوئی اور بیبا کی آپ کا خاص وصف تھا۔ یتامیٰ اور مساکین کا خاص خیال رکھتے اور ان کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات 1942ء میں ہوئی۔

محترم محمد حسین ملہی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31 جنوری 2011ء میں مکرم نثار احمد ملہی صاحب نے اپنے چچا محترم محمد حسین ملہی صاحب کا ذکر خیر کیا ہے جو 28 مئی کو مسجد بیت النور لاہور میں شہید ہوگئے۔

محترم محمد حسین صاحب کا تعلق گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے تھا۔ آپ کی تعلیم میٹرک تھی اور پیشہ کے لحاظ سے الیکٹریشن تھے۔ کچھ عرصہ جماعت کے سکولوں میں مدرس بھی رہے۔ آپ پنجوقتہ نمازی اور تہجد گزار تھے۔ گھر پر بھی پوری فیملی کو اکٹھا کر کے باجماعت نماز پڑھاتے۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے دکھائی دیتے۔

خاکسار کی فیملی 1972ء کے ایام میں سندھ نصرت آباد سٹیٹ میں رہائش پذیر تھی۔ آپ بھی ہمارے ساتھ مقیم تھے کیونکہ میری والدہ نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ 1974ء میں فسادات ہوئے تو میری والدہ کی بھی وفات ہوگئی۔ ہم تینوں بھائی چونکہ بہت چھوٹے تھے اس لئے چچا جان ہمیں لے کر لاہور آگئے اور والد بن کر ہماری پرورش کی۔ دینی اور دنیاوی تعلیم سے مالا مال کروایا اور اس مقصد کے لئے بہت تکالیف بھی برداشت کیں۔

آپ کی شادی جڑانوالہ کے محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کی دختر سے ہوئی تھی۔ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ چچی نے بھی ہمیں والدہ بن کر پالا۔

غرباء کے لئے الیکٹرک سے متعلق کام آپ مفت کردیتے تھے۔ جماعت کے کاموں کو ہمیشہ ترجیح دیتے۔ کوٹ لکھپت لاہور میں مسجد کے تعمیراتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بجلی کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کیا۔ اپنے حلقہ میں سب سے پہلے ڈش انٹینا لگوایا۔ خطبہ جمعہ ہمیشہ براہ راست دیکھتے۔ جمعہ کے روز گھر سے جلدی نکل جاتے اور مسجد کی پہلی صف میں بیٹھتے۔ شہادت والے دن بھی آپ پہلی صف میں بیٹھے تھے کہ قریباً 7 گولیاں لگیں۔ جناح ہسپتال میں وفات پائی۔ آپ کی عمر 68 سال تھی۔

محترم الحاجی محمد امین صاحب آف نائیجیریا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 جنوری 2011ء میں مکرم الحاجی محمد بعیدو امین صاحب Alhaji Muhammad Baidhu Adebayo Ameen کا ذکر خیر مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم الحاجی محمد امین صاحب کی گوناں گوں علمی خدمات میں سب سے نمایاں کام یوروبا (Yoruba) زبان میں ترجمۂ قرآن کریم پر نظرثانی کے لئے قائم دو رُکنی کمیٹی کا صدر ہونا ہے۔ نیز تاریخ احمدیت نائیجیریا (1916ء تا 2000ء) کی تالیف بھی آپ کی مجاہدانہ، مخلصانہ اور رضاکارانہ محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ بسا اوقات سخت حبس والی راتوں میں موم بتیوں کی روشنی میں مچھروں اور پتنگوں کے جھرمٹ کی پروا کیے بغیر اور بعض دفعہ شدید ملیریا بخار کی حالت میں بھی ان دینی و علمی خدمات میں مصروف ہوتے۔ بجلی کی بندش اور جنریٹر کے لئے پٹرول کی عدم دستیابی کبھی آپ کی خدمت میں رکاوٹ نہ بن سکتی۔

الحاجی امین صاحب 30/دسمبر 1924ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا اپنے وقت کے ایک مشہور اور مقتدر مذہبی شخصیت اور ایک دینی مدرسہ کے بانی مبانی تھے۔ جبکہ آپ کے والد صاحب ایک وسیع زرعی کاروبار کے مالک تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ سولہ مرتبہ امید سے ہوئیں مگر ماں نہ بن پائیں۔ 9 برس کی عمر میں آپ والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ والدہ کی زیرنگرانی اپنے والد کا کاروبار کچھ عرصہ چلایا مگر دادا کی طرف سے جو علمی اور مذہبی رجحان وراثت میں پایا تھا وہ دنیاداری پہ غالب آگیا۔ چنانچہ والدہ سے اجازت لے کر تحصیل علم میں لگ گئے۔ اس کے ساتھ دادا کے کتب خانہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔ سعید فطرت تھے لہٰذا جوں ہی حضرت مسیح موعود کی آمد کی منادی سنی تو عین عنفوان شباب میں احمدیت قبول کرلی۔

تعلیم مکمل کرکے اور کچھ مختلف النوع ملازمتوں کے بعد بالآخر صحافت کا میدان بطور پیشہ چنا اور نائیجیریا کے مشہور کثیر الاشاعت انگریزی اخبار Daily Times of Nigeria سے منسلک ہوگئے جہاں آپ کی صلاحیتوں کے جوہر کھلنے پر ادارہ کی طرف سے جدید جرنلزم میں مزید ٹریننگ کے لئے آپ کو لندن بھجوایا گیا۔

دراصل نائیجیریا کے مسلم نوجوانوں میں صحافت کا رجحان پیدا کرنے کا سہرا بھی احمدیت کے سر ہے۔ چنانچہ نائیجیریا میں پہلا نمائندہ اخبار The Truth حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم نے جاری کیا جو آج بھی باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ مولانا موصوف نائیجیرین یونین آف جرنلسٹس کے نائب صدر بھی منتخب ہوئے تھے۔

مکرم الحاجی محمد امین صاحب کے سینکڑوں مضامین قومی اور جماعتی اخبارات و رسائل کی زینت بنے۔ ریڈیو لیگوس سے بھی آپ کے علمی مذہبی پروگرام باقاعدگی سے نشر ہوتے رہے۔ آپ کو سالہا سال مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر قابل قدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ صد سالہ خلافت جوبلی جلسہ UK میں جماعتی وفد کے رکن کی حیثیت سے شمولیت کا اعزاز ملا اور آپ کا انٹرویو ایم ٹی اے پر بھی براہ راست نشر ہوا۔

مکرم امین صاحب ایک ہردلعزیز شخصیت تھے۔ بذلہ سنج اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے جنہیں پیار اور بے تکلفی سے لوگ الحاجی ایم بی اے (جو آپ کے نام کا مخفف بنتا ہے) کہہ کر مخاطب کرتے۔ آپ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ کسی بھی تنازعہ یا بحث کو ایک لطیفہ یا کہاوت سنا کر ٹھنڈا کردیتے اور وہی مجلس زعفران زار ہوجاتی۔ اگر کوئی شخص اپنے لمبے چوڑے مسائل لے کر آتا تو ساری بات پوری توجہ سے سن لینے کے بعد یہی کہتے کہ دیکھو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کی دعا اللہ نے ہمیں کس لئے سکھائی ہے!۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔ برسہا برس پرانے واقعات بھی تمام تر جزوی تفصیلات کے ساتھ یوں سناتے گویا چند دن پہلے کی بات ہو۔ آپ منکسر المزاج اور سادہ بودوباش رکھتے تھے۔ قدیم لیگوس شہر کے بیچوں بیچ ایک پُرپیچ تنگ گلی میں چھوٹی سی رہائشگاہ تھی۔ کمرہ میں پتہ نہیں لگتا تھا کہ کتابوں، رسالوں اور مسودات سے بھری الماری کہاں آ کر ختم ہوئی اور آپ کا 'بستر' کہاں سے شروع ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد کتب کا یہ وسیع اور قیمتی خزانہ ''احمدیہ مرکزی لائبریری'' میں آپ کے نام سے مختص سیکشن میں بطور صدقہ جاریہ عطیہ کردیا گیا۔

الحاجی محمد بعیدو امین صاحب نے 10/مئی 2009ء کو وفات پائی اور اپنے پسماندگان میں دو بیوگان اور نو بچے چھوڑے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ (ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، بینکر، ماہر تعلیم، سائنسدان، ماہر تاریخ، بزنس ایڈمنسٹریٹر وغیرہ) ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

April 03, 2015 – April 09, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 03, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 103-109 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'writings and speeches of the Promised Messiah (as).
00:45	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 43.
01:15	Waqf-e-Nau Ijtema Boys: Rec. March 01, 2015.
02:10	Spanish Service: Programme no. 12.
03:00	Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hadhrat Musleh Ma'ood[ra].
03:40	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Zumar, verses 7-22. Class no.238. Recorded on March 31, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 32.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 110-117 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'Allah the Provider for all the provisions for the Holy Prophet (saw)'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 44.
07:05	Premiere Of Ontario Reception: Recorded on July 16, 2012.
07:45	Let's Find Out: The topic is 'Easter'.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
11:35	Tilawat: Surah Qaaf, verses 1-46.
11:50	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. July 07, 2011. Part 2.
15:40	Dua-e-Mustajaab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live Arabic discussion programme.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.

Saturday April 04, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 110-117 with Urdu translation.
00:30	Yassarnal Quran [R]
01:05	Premiere Of Ontario Reception [R]
01:45	Let's Find Out [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2015.
03:20	Rahe Huda [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 34.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 118-125 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'acceptance of prayers'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 08, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 59.
09:00	Question And Answer session: Recorded on June 15, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on April 03, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Az-Zariyaat, verses 1-31.
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar: Rec. March 06, 2013.
15:05	Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: Live Arabic discussion programme.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday April 05, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 118-125 with Urdu translation.
00:45	Dars-e-Malfoozat [R]
00:55	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
01:25	Jalsa Salana UK Address [R]
02:30	Story Time [R]
02:50	Friday Sermon [R]
04:05	Kuch Ya'dain Kuch Ba'atain [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no, 35.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 126-133 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 44.
06:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on June 24, 2012 in the USA.
07:55	Faith Matters: Programme no. 160.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on April 05, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 28, 2014.
12:10	Tilawat: Surah At-Toor, verses 1-38.
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 08, 2011.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:25	Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion about the lives of the companions of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as).
16:55	Kids Time: Programme no. 43.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:35	Faith Matters [R]
20:35	Roots To Branches: : A discussion programme about the history of Jama'at.
21:00	Let's Find Out
21:25	Open Forum: The topic is 'the importance of marriage'.
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Monday April 06, 2015

00:20	World News
00:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 126-133 with Urdu translation.
00:50	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:05	Yassarnal Quran [R]
01:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal [R]
02:50	Roots To Branches [R]
03:15	Let's Find Out [R]
03:45	Friday Sermon [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 36.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 134-142 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:00	Inauguration Of Aiwan-e-Tahir: Recorded on July 26, 2012.
08:25	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 09, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 12, 2014.
11:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat: Surah An-Najm, verses 1-63.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 19, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Azeemu Shaan Inqelab: Programme no. 1.
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00	Rah-e-Huda: Recorded on April 04, 2015.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
19:55	Somali Service: Programme no. 17.
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
23:20	Azeemu Shaan Inqelab [R]

Tuesday April 07, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 134-142 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Hadith [R]
00:55	Al-Tarteel [R]
01:20	Inauguration Of Aiwan-e-Tahir [R]
02:55	Kids time: Programme no. 43.
03:25	Friday Sermon [R]
04:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 37.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-148 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'the upbringing of children.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no, 45.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on June 24, 2012 in USA.
07:50	Alif Urdu: Programme no. 13.
08:15	Australian Service
08:55	Question And Answer Session: Recorded on April 05, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Al-Qamar, verses 1-56.
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 169.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service: Programme no. 2.
15:35	Alif Urdu: Programme no. 13.
16:00	Press Point: Recorded on March 22, 2015.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
20:25	Alif Urdu [R]
20:50	Press Point [R]
21:55	Faith Matters [R]
22:55	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 08, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-148 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Hadith [R]
00:55	Yassarnal Quran [R]
01:15	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 14.
01:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal USA [R]
02:20	Alif Urdu [R]
02:40	A Trip To Dorrigo [R]
03:10	Press Point [R]
04:10	Andalucia
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 38.
06:00	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 149-158 with Urdu translation.
06:15	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
06:45	Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 9, 2012.
08:10	Na'atia Mosha'airah
09:05	Question And Answer Session: Part 1, recorded on June 15, 1996.
09:55	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 1-40.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 19, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 66.
15:45	Kids Time: Programme no. 43.
16:30	Faith Matters: Programme no. 168.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:50	French Service: Horizons d'Islam. Episode 24
20:45	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:20	Kids Time: Programme no. 43.
21:50	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 04, 2015.

Thursday April 09, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:30	Al-Tarteel [R]
01:00	Jalsa Salana UK Address [R]
02:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:00	Na'atia Mosha'airah [R]
04:00	Faith Matters [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 38.
06:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 159-166 with Urdu translation.
06:20	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'power of belief'.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 45.
07:00	A Message Of Peace: Rec. in December, 2012.
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on April 5, 2015.
09:00	Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 21-53 Class No. 239. Recorded on April 1, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:15	Japanese Service: Programme no. 9.
12:00	Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 41-79.
12:15	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth [R]
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
15:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
15:25	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:00	Persian Service: Programme no. 24.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	A Message Of Peace [R]
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters: Programme no. 168.
21:30	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 03 April , 2015 | Issue No. 14

اپنوں کے غلط عمل نے غیر مسلموں کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی غلط تصویر دکھائی ہے جس سے مخالفین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انگلی اٹھانے کا موقع ملا ہے۔ اس صورتحال میں احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ ہر جگہ، ہر حلقے اور ہر طبقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت چہرہ دنیا کو دکھائیں۔

یہ دَور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احمد کا جمالی دَور ہے۔ اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے احمد بنا کر بھیجا ہے اس نے ہی اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرنا ہے۔

ہم اس زمانے میں مسیح موعود کی وہ جماعت ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس ہمیں اس حقیقی تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے بھی ملا دے اور اس کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والا بنا دے۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے 91 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 08 فروری 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ یہ جلسہ کیا ہے؟ یقیناً مقررین نے اور شاید افتتاح کرنے والے نے آپ کو بتایا ہوگا۔ بلکہ ہر سال ہی بتایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کے انعقاد کا مقصد کوئی دنیاوی مقصد نہیں تھا بلکہ اپنی جماعت کے افراد کے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنا مقصد تھا۔ انہیں اس بات کی تربیت دینا تھا کہ خدا تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف ایک حقیقی مومن بن کر کوشش کرو اور توجہ دو۔ افرادِ جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلانا اور پھر وہ معیار حاصل کرنا تھا جن سے ہم اپنے بھائیوں کے حق بہترین رنگ میں ادا کرسکیں۔ اپنی علمی اور عملی اور روحانی تربیت کرکے انسانیت کو خدائے واحد کے دَر پر لانے کی اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنا تھا۔ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع تر رحمت کے مقام سے دنیا کو آشنا کروا کر آپؐ کی غلامی میں دنیا کو لانے کی منصوبہ بندی کرنا تھا۔ مجھے امید ہے کہ ان باتوں کو آپ نے جلسہ کے دنوں میں سیکھا ہوگا اور اس پر بھرپور رنگ میں عمل کرکے جہاں اپنی زندگیاں آپ سنواریں گے وہاں اپنے ماحول کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں گے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے بھی اور غیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کو نہیں سمجھتے۔ اپنوں کے غلط عمل نے غیر مسلموں کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی غلط تصویر دکھائی ہے جس سے مخالفین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انگلی اٹھانے کا موقع ملا ہے بلکہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بیہودگی کی انتہا تک بڑھ جانے کا موقع ملا ہے۔ اس صورتحال میں احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ ہر جگہ، ہر حلقے اور ہر طبقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت چہرہ دنیا کو دکھائیں۔ دنیا کو بتائیں کہ ہمارا آقا تو رحمۃٌ للعالمین تھا۔ وہ تو دنیا کو وہ تعلیم دینے آیا تھا جس نے مُردوں کو زندہ کرنا تھا، نہ کہ زندوں کی بلا وجہ گردنیں اڑانا۔ وہ تو اس خدا کی طرف سے آخری اور کامل شریعت لے کر آیا تھا جو ہر وقت ہمیں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے جلووں کو دکھاتی ہے۔ وہ تو ہمیں اس خدا کا پتا دینے آیا تھا جس نے قرآن کریم میں اعلان کیا کہ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف: 157) یعنی اور میری رحمت وہ ہے جو ہر چیز پر جاری ہے۔ جو رحمان اور رحیم خدا ہے۔ پس ہر احمدی یہ اعلان کرے، دنیا کو بتائے کہ اے اسلام کو غلط رنگ میں پیش کرنے والو! اور دنیا کو یہ تاثر دینے والو کہ اسلام شدّت پسندی کی تعلیم دیتا ہے اور اے اسلام کے خلاف غلط تاثر قائم کرنے والو کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے۔ آؤ ہم تمہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حُسن دکھائیں۔ آؤ ہم تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسانیت کے درد میں فنا ہونے کے نظارے دکھائیں۔ یہ کام آج صرف احمدی ہی کرسکتا ہے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے، جس نے اسلام کی تعلیم کی حقیقت زمانے کے امام سے سیکھی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی پیرو اور آپ کے دست راست بننے کے لئے جو کچھ جلسے کے دنوں میں سیکھا ہے اس کو بھی جذب کرکے اپنے عمل میں ڈھالیں اور پھر مستقل اپنے علم و عمل کی استعدادوں کو بڑھاتے بھی رہیں۔ اپنی اس خوش قسمتی پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق دی اس کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پہچانیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کا نام اس لئے احمدی رکھا کہ یہ دَور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمدؐ کے اظہار کا دَور ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس زمانے میں مذہبی جنگیں اسلام پر ٹھونسی نہیں جا رہیں۔ اس لئے اس دَور میں احمدؐ کے نام کا جلوہ ہونا ضروری ہے۔ تلوار کے جہاد کی اسلام نے اس وقت اجازت دی جب اسلام کو ختم کرنے کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ یہ موجودہ دَور اس جہاد کا دَور ہے جس میں میڈیا کو استعمال کرکے ہم نے اسلام کی خوبصورتی اور حسن سے دنیا کو آگاہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہی وہ ہتھیار ہے جو اسلام کے خلاف آجکل استعمال ہو رہا ہے۔

پس نہ کوئی دہشتگرد تنظیم اس زمانے میں اسلام کی خدمت کا حق ادا کرسکتی ہے، نہ ہی کوئی مسلمان حکومت اس سوچ کے ساتھ میدان میں آکر کامیاب ہوسکتی ہے کہ ہم نے زبردستی اسلام لاگو کرنا ہے۔ پس یہ دَور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق احمد کا جمالی دَور ہے۔ اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے احمد بنا کر بھیجا ہے اس نے ہی اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرنا ہے۔ پس اپنی اس خوش قسمتی سے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور غلام صادق سے جوڑ دیا ہے اور اس کا فیض اس وقت اٹھا سکتے ہیں جب ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی اور بسر کرنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقیقی احمدی مسلمان بنانے کے لئے بیشمار نصائح فرمائی ہیں جن پر عمل جہاں ہماری زندگیوں میں پاک تبدیلی لانے کا باعث ہوگا وہاں دنیا میں انقلاب لانے کا بھی موجب بنے گا۔ دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم بتانے کا باعث بنے گا۔ آپ نے اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

’’خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس: 10-11) جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور خائب و خاسر ہوگیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔ اور‘‘ (اس تیاری کی شرط آپ نے یہ بتائی کہ) ’’جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے۔ اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 72-73۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ بہت سے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے نہیں بنتے جس طرح بننا چاہئے اور نہ ہی مخلوق کے حق ادا کرتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 73۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہم جائزہ لیں تو صاف پتا چل جاتا ہے کہ یہ بالکل حق ہے۔ جہاں کسی کا ذاتی مفاد آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور بندوں کے حقوق بھی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں